

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

پینتیسواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 24/مارچ/2021ء بروز بدھ بمطابق 9 شعبان المعظم 1442 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
3	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
4	وقفہ سوالات۔	2
17	توجہ دلاؤ نوٹس۔	3
21	رخصت کی درخواستیں۔	4
50	تحریک بابت اسپیشل کمیٹی کی تشکیل منجانب جناب ثناء اللہ بلوچ۔	5
52	تحریک التوا نمبر 1 منجانب جناب نصر اللہ خان زیرے۔	6
52	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	7

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر ----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ----- جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر ----- جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 24/مارچ/2021ء بروز بدھ بمطابق 9 شعبان المعظم 1442 ہجری، بوقت شام 5 بجکر 25 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بزنجو، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّهٗ مِنْ یَّاتٍ رَبِّهٖ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی ﴿۱﴾ وَمَنْ یَّاتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ
عَمِلَ الصَّالِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهٗمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰی ﴿۲﴾ جَنَّٰتٍ عَدْنٍ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۗ وَذٰلِكَ جَزَآءُ مَنْ تَرَکٰی ﴿۳﴾

﴿ پارہ نمبر ۱۶ سُورۃ طہ آیات نمبر ۱ تا ۶ ﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بات یہی ہے کہ جو کوئی آیا اپنے رب کے پاس گناہ لیکر سوا سکے واسطے دوزخ ہے نہ مرے اُس میں نہ جینے۔ اور جو آیا اُس کے پاس ایمان لیکر نیکیاں کر کر کے سو اُن لوگوں کے لئے ہیں درجے بلند۔ باغ ہے بسنے کے بہتی ہیں اُن کے نیچے سے نہریں ہمیشہ رہا کریں گے اُن میں اور یہ بدلہ ہے اُس کا جو پاک ہوا۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ وقفہ سوالات،

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! چمن میں جو واقعہ یعنی بم دھماکہ ہوا تھا جس میں جوشہید ہوئے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

انجینئر زمر خان اچکزئی۔ جناب اسپیکر! چمن میں جو بم دھماکہ ہوا تھا جوشہید ہوئے ہیں ان کیلئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر! بولان میں ایک accident ہوا ہے اُس میں چھ افراد شہید ہوئے ہیں اس کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے اور ان قاتل روڈوں کے لئے بھی ایک رولنگ دی جائے۔
جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب۔

(دُعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: ملک نصیر احمد شاہونی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 197 دریافت فرمائیں۔

ملک نصیر احمد شاہونی: جناب! میں point of order پر آگر آپ اجازت دیں۔

جناب اسپیکر: جی پہلے اس پر اپنی کارروائی شروع کرتے ہیں پھر آپ کو point of order پر۔

ملک نصیر احمد شاہونی: اس کے بعد میرے خیال میں سر! یہ شاید ہمارے۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں کوئی نہیں جائیگا۔

ملک نصیر احمد شاہونی: ڈھائی سال میں ہمارا تجربہ رہا ہے کہ ہمارے دوست ٹکنتے نہیں ہیں وہ پھر چلے جاتے ہیں سردار صاحب اگر ضمانت دینگے۔

جناب اسپیکر: جی سوال نمبر پکاریں۔

ملک نصیر احمد شاہونی: سردار صاحب اگر ضمانت دیتے ہیں تو پھر میں۔۔۔

جناب اسپیکر: ضمانت ہے، ضمانت ہے آپ سوال نمبر پکاریں، جی کارروائی شروع کریں۔

ملک نصیر احمد شاہونی: ٹھیک ہے، سوال نمبر 197۔

☆ 197 ملک نصیر احمد شاہونی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 23 جولائی 2019

کیا وزیر جنگلات و جنگلی حیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 15/نومبر 2019 اور 8 ستمبر 2020 کو موخر شدہ

ضلع کوئٹہ کے تفریحی مقامات جن میں کرحسہ اور ہزار گنجی وغیرہ شامل ہیں میں کن کن منصوبوں پر تاحال کام جاری ہے اور انکے لیے کل کس قدر رقم مختص کی گئی ہے نیز یہ کب تک مکمل کیے جائیں گے تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر جنگلات و جنگلی حیات:

کرنحہ اور ہزار گنجی یہ دونوں علاقے نیشنل پارک کے حصے ہیں۔ قومی پارک کی بہتری کیلئے درجہ ذیل اسکیموں پر تاحال کام جاری ہے۔

1- اسکیم کا نام شناختی نمبر:- بحالی و بہتری کرنحہ تفریحی علاقہ ہزار گنجی چلتن نیشنل پارک کوئٹہ

(z2017-0020)

یہ ترقیاتی اسکیم کرنحہ کے علاقے میں مالی سال 2017-18ء اور 2018-19ء میں شروع کی گئی جنگلی مالیت 25 ملین تھی جس میں 20 ملین محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کو مختلف کاموں کیلئے دیے گئے اور 5 ملین محکمہ جنگلات و جنگلی حیات (انچارج آفیسر ہزار گنجی چلتن نیشنل پارک) کو ملے۔

تفصیل سی اینڈ ڈبلیو کام:-

- 1- تعمیر سٹرک تقریباً ایک کلومیٹر (نامکمل) اور محکمہ کے حوالے نہیں کی گئی ہے۔
 - 2- تعمیر ایک عدد کینٹین (مکمل) اور محکمہ کے حوالے نہیں کی گئی ہے۔
 - 3- بنوائی رستہ جات 3000 rft (مکمل) اور محکمہ کے حوالے نہیں کیا گیا ہے۔
 - 4- بچوں کے جھولوں کی تنصیب 10 عدد (نامکمل) اور محکمہ کے حوالے نہیں کیے گئے ہیں۔
 - 5- تعمیر داخلی گیٹ مع چوکیدار کمرہ ایک عدد (نامکمل) اور محکمہ کے حوالے نہیں کیا گیا ہے۔
 - 6- تعمیر پارکنگ ایریا ایک عدد (نامکمل) اور محکمہ کے حوالے نہیں کیا گیا ہے۔
 - 7- تنصیب شمسی سٹریٹ لائٹس (نامکمل) اور محکمہ کے حوالے نہیں کی گئی ہیں۔
 - 8- سایہ دار شیڈ کی تعمیر 4 عدد (مکمل) اور محکمہ کے حوالے نہیں کیے گئے ہیں۔
- تفصیل محکمہ جنگلات و جنگلی حیات (انچارج ہزار گنجی چلتن نیشنل پارک کے کام):-**

- 1- درخت لگوائی 3000 ہزار پودہ جات (مکمل)
- 2- بنوائی یادگاری مجسمہ جات 4 عدد (مکمل)
- 3- خریداری سائیکل 10 عدد (مکمل)
- 4- خریداری موٹر سائیکل برائے ڈھلائی کچرہ وغیرہ 1 عدد (مکمل)
- 5- بنوائی تنصیب کچرہ دان 13 عدد (مکمل)
- 6- تعمیر چھوٹے چیک ڈیمز برائے ذخیرہ پانی 14000 Cft (مکمل)

7- بنوائی و تنصیب آگاہی بورڈز وغیرہ 10 عدد (مکمل)

8- عارضی بیلدرار 1 عدد۔

نمبر 12 اسکیم و شناختی نمبر:- بلوچستان میں جنگلی حیات کے محفوظ کردہ علاقہ جات کی بہتری کی اسکیم
(z2017-0018)

یہ اسکیم 2018-19 میں شروع کی گئی جس پر اب تک 10 لاکھ روپے، پارک (کانک چلتن، ہزار گنجی) کے مختلف کاموں پر خرچ کیے گئے جو کہ مکمل ہیں جنکی تفصیل ذیل ہے:-

1- جنگلی حیات کی مسکن کی بہتری 5 مقام۔

2- بحالی و تعمیر پانی پینے کی جگہ برائے جنگلی حیات 5 مقام۔

3- بنوائی و تنصیب آگاہی بورڈز وغیرہ 5 عدد۔

نمبر 3 اسکیم و شناختی نمبر:- گرین پاکستان پروگرام (برائے بحالی جنگلی حیات بلوچستان اسکیم
(z2016.0799)

یہ ترقیاتی اسکیم 2017-18 میں شروع کی گئی جس پر اب تک 2.15 ملین 2018-19 0.65 ملین روپے پارک (کانک چلتن و ہزار گنجی) کے مختلف کاموں پر خرچ کیے گئے جو کہ مکمل ہیں جنکی تفصیل ذیل ہے:-

1- بحالی میوزیم ہزار گنجی 1 عدد۔

2- بنوائی و بہتری مختلف حنوط شدہ جانور میوزیم 20 عدد

3- جنگلی جانوروں کا سروے 1 عدد۔

4- تعمیر و معائناتی راستہ 3 کلومیٹر۔

5- بنوائی خاردار تار 1 کلومیٹر۔

جناب اسپیکر: جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کوئی سپلیمنٹری؟

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی: جی نہیں سپلیمنٹری نہیں ہے لیکن میں سردار صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ سوال تو میں نے فلور پر لایا تھا لیکن کل وہ خود بھی میرے ساتھ اس موقع پر چلے۔ اور یہ جتنے بھی وہاں کام ہوئے تھے انہوں نے visit بھی کیا اور مجھے میرے خیال میں تسلی بھی دی تو سردار صاحب جس طرح میں نے کہا ہے کہ میں نے صرف سوال کی شکل میں لایا تھا لیکن عملاً وہاں سب کو بلا کر میں صرف ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کام سب انہوں نے جو وہاں شروع کیا ہے وہ سارے سی اینڈ ڈبلیو سے متعلق ہیں لیکن سی اینڈ ڈبلیو کے کام یہ ہیں کہ ان میں بہت

سارے کام نامکمل ہیں جس کو بہت جلد مکمل ہونا تھا آج سی اینڈ ڈبلیو کا منسٹر نہیں آیا ہے تو میں چاہتا تھا کہ اگر عارف جان صاحب ہوتے تو اس کے متعلق۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: تو اس کا دیکھ لینا سوال اگر بنتا ہے تو آجائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: تو میرا سوال ان سے یہی تھا خود موجود نہیں ہے سوال تو تھا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے وہ تو نہیں ہو سکتا وہ تو اس کے اوپر نہیں ہے ناں جنگلات کے اوپر ہے

جناب اسپیکر: میرزا بدلی ریکی صاحب اپنا سوال نمبر 322 دریافت فرمائیں۔

میرزا بدلی ریکی: سوال نمبر-322

☆ 322 میرزا بدلی ریکی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 18 اگست 2020

کیا وزیر جنگلات و جنگلی حیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

ضلع واشک میں کس قسم کے جنگلات پائے جاتے ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں تفصیل دی جائے نیز ان جنگلات کو کٹائی سے بچانے کی غرض سے کیے جانے والے اقدامات کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر جنگلات و جنگلی حیات:

ضلع واشک میں زیادہ تر تاغز اور غز کے جنگلات پائے جاتے ہیں محکمہ جنگلات کے زیر انتظام دو بڑے جنگل ہیں جن کے نام شمسی لورا (پروٹیکٹڈ فارسٹ) اور جھلا وار (پروٹیکٹڈ فارسٹ) جن کا رقبہ بالترتیب 123040 ایکڑ اور 128000 ایکڑ ہے جو کہ ضلع کے کل رقبہ کا دو فیصد بنتا ہے۔

جنگلات کے بچانے کے اقدامات۔

1- دس بلین ٹری سونامی پراجیکٹ میں سال 20-2019 میں نرسری لگائے اور جنگلات کا رقبہ بڑھانے کیلئے ضلع واشک میں مبلغ 63,00,000 روپے خرچ کیے گئے۔

2- محکمہ جنگلات کا عملہ DFO مع اہلکاران جنگلات کی حفاظت پر معمور ہیں جن کی تعداد 24 ہے۔

جناب اسپیکر: جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کوئی سپلیمنٹری؟

میرزا بدلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! اس میں دیا ہوا ہے دس بلین ٹری سونامی پروجیکٹ میں سال

20-2019ء میں نرسری لگائے اور جنگلات کا رقبہ بڑھانے کے لئے ضلع واشک میں مبلغ 63 لاکھ روپے خرچ

کئے گئے ہیں سردار صاحب! 63 لاکھ روپے ضلع واشک میں۔

سردار مسعود لونوی (پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات و جنگلی حیات): یہ 63 لاکھ روپے اس میں دو نرسریز

بنائی گئی ہیں جن میں تین لاکھ پودے اُگائے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

میرزا بدلی ریگی: جناب اسپیکر صاحب! سردار صاحب کہتے ہیں یہ خرچ ہوئے ہیں وہاں پودے بھی لگائے ہیں۔ kindly سردار صاحب! آپ سے ایک request ہے آپ ایک ٹیم بنا دیں اپنے محکمے کی اور وہ ٹیم واشک میں جائے یہ 63 لاکھ روپے کی 63 لاکھ نہیں 63 روپے کی اگر وہاں نشاندہی اس نے مجھے کی میں بحیثیت علاقے کا عوامی نمائندہ مجھے accept ہے خالی آپ ٹیم میرے ساتھ روانہ کر لیں بس۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات و جنگلی حیات: اس کا جو متعلقہ آفیسر ہے وہ میں آپ کے ساتھ لیجا کے ادھری آپ کو یہ 63 لاکھ روپے کی اسکیم دکھائے گا، یہ میں ذمہ دار ہوں۔

میرزا بدلی ریگی: ٹھیک ہے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! بہت active ہیں تیاری کے ساتھ آئے ہیں۔

جناب اسپیکر: میرا یونس عزیز زہری صاحب موجود نہیں ہیں جواب تو آ گیا ہے question کو disposed off کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: جناب نصر اللہ زریے صاحب اپنا سوال نمبر 260 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زریے: Mr. Speaker Question .No 260

☆ 260 جناب نصر اللہ خان زریے: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 24 دسمبر 2019

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ 21 فروری 2020 کو موخر شدہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی جانب سے زمینداروں کو ہر سال زیتون کے درخت فراہم کیے جاتے ہیں؟

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو فی زمیندار کو کتنے درخت فراہم کیے جاتے ہیں نیز کیا یہ درخت زمینداروں کو مفت فراہم کیے جاتے ہیں یا انہیں ان کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے طریقہ کار کی مکمل تفصیل دی جائے؟ وزیر زراعت:

(الف) وفاقی حکومت کے تعاون سے زیتون پروجیکٹ "پروموشن آف اولیو کلتیویشن آن کمرشل سکیل ان پاکستان" کے تحت زیتون کے پودے پورے پاکستان میں تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ اس پروجیکٹ کے تحت محکمہ زراعت (زرعی تحقیق) بلوچستان، بلوچستان میں زیتون کے پودے تقسیم کر رہا ہے۔

(ب) محکمہ زراعت (زرعی تحقیق) بلوچستان وفاقی پروجیکٹ کے تحت زمینداروں کو مفت پودے تقسیم کر رہا ہے جس کا طریقہ کاریہ ہے کہ شجر کاری موسم سے دو یا تین ماہ پہلے نیشنل پروجیکٹ ڈائریکٹر، این۔ اے۔ آر۔ سی۔ اسلام آباد کی ہدایات پر پروجیکٹ انچارج، اے۔ آر۔ آئی۔ کمپونٹ، کوئٹہ بلوچستان اپنی ٹیم کی مدد سے بلوچستان کے مختلف اضلاع کے زمینداروں کی زمین کا مختلف نوعیت سے جائزہ لیتا ہے کہ آیا یہ زمین اور پانی کی فراہمی زیتون کے پودوں کیلئے موڈوں ہے کہ نہیں اس کے بعد تمام موثر زمینداروں کی زمین کی رپورٹ نیشنل پروجیکٹ ڈائریکٹر، این۔ اے۔ آر۔ سی۔ اسلام آباد کو ارسال کر دی جاتی ہے بعد ازاں نیشنل پروجیکٹ ڈائریکٹر کی ہدایات کے مطابق موثر زمینداروں کو پودے ان کی سہولیات کے مطابق مفت فراہم کیے جاتے ہیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی کوئی سپلیمنٹری؟

جناب نصر اللہ خان زیری: جناب اسپیکر صاحب! میں نے وزیر موصوف سے دریافت کیا ہے کہ حکومت ہر سال زیتون کے درخت فراہم کرتی ہے انہوں نے جواب تو دیدیا ہے میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ اس سال کل کتنے زیتون کے درخت آپ نے زمینداروں کو دیئے ہیں اس کی کوئی تفصیل ہے آپ کے پاس؟

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: جناب اسپیکر صاحب! ہمارے تین قسم کے پراجیکٹس زیتون میں چلتے ہیں ایک ہمارا ریسرچ ڈیپارٹمنٹ ہے جو وفاق کے تعاون سے جو پلانٹ پروجیکشن ڈیپارٹمنٹ ہے ان کے تعاون سے یہ زیتون کے پودے آتے ہیں اور وہ تقریباً اس سال میں اگر غلط نہ ہو تو کوئی لاکھ سے اوپر پودے ہمارے تقریباً، میں اس میں کچھ صحیح تعداد نہیں بتا سکتا، آئے ہوئے ہیں اور ایک نیا پراجیکٹ جو ہمارے extension میں ابھی اسپیکر صاحب شروع ہوا ہے وہ free of cost ہے جو فیڈرل اور ہمارے ریسرچ کے through ہوتا ہے وہ free of cost ہم زمینداروں کو دیتے ہیں اور وہ یہ زیتون اُگاتے ہیں کیونکہ ہم زیتون کو زیادہ اس لئے اہمیت دیتے ہیں کہ زیتون کم پانی پر بہت اچھی پیداوار دینے والا پودا ہے اور ہمارے بلوچستان کے زیادہ تر جوڈسٹرکٹس ہیں ان میں زیتون ہوتے ہیں خاص کر لورالائی، قلعہ سیف اللہ، موسیٰ خیل اور یہاں تک خضدار، بارکھان اور یہاں آتے ہوئے کچھ ڈسٹرکٹس ہیں جن میں بہت اچھے ان کے oil نکلتے ہیں اور زیتون کی عجیب ایک پیداوار ہے۔ اور ہمارے ڈیپارٹمنٹ یہ بھی نصر اللہ صاحب کوشش کر رہے ہیں کہ ہم مختلف اقسام کے جو کچھ ٹھنڈے اور گرم علاقے ہیں اس قسم کے بھی پودے ہم زمینداروں کو مہیا کریں لیکن 85 ہزار پودے ہم نے ابھی اس سال extension کے through کئے ہیں ایک نیا پراجیکٹ ہم نے شروع کیا ہے وہ ownership

کے لئے زمیندار سے 10% پرسنٹ کے subsidised rate پر ہم وہ پودے ان کو مہیا کرتے ہیں مگر ایک پودے کی قیمت سات سو روپے یا چھ سو روپے اور ہم زمیندار سے 60 روپے لیتے ہیں اور کیونکہ یہ provincial project ہے اور اس سال بھی انشاء اللہ ہماری گورنمنٹ اور وزیر اعلیٰ صاحب کی یہ کوشش ہے کہ ایگریکلچر کو آگے لیجانے کے لئے ہم زیادہ توجہ دیدیں اور زیادہ ڈیولپمنٹ فنڈز دیدیں اور زیتون خاص کر ہماری top priority پر ہے اور زیتون کو ہم آگے لانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور ہمارا نیا پروجیکٹ اس سال یہ آپ کا سوال تھوڑا پرانا تھا اس لئے اس کی تفصیل نہیں آئی ہے اور یہ ہم نے اس سال شروع کیا ہے اور اگلے سال بھی ہونگے۔

جناب اسپیکر: جی زیرے صاحب اپنا completel کریں۔

جناب اسپیکر: جی شاہوانی صاحب ضمنی سوال؟

ملک نصیر احمد شاہوانی: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے بھی دو دفعہ یہی سوال پوچھا تھا لیکن اس کا جواب یہ آ رہا تھا کہ ہم نے کوئی زیتون کے پودے تقسیم نہیں کئے ہیں تو یہ اور وہ سوال کو ملا یا جائے کہ وجہ کیا ہے کہ اس میں جواب آگیا اور میں نے دو دفعہ یہ سوال کیا تھا۔

جناب اسپیکر: آپ کا یہ کب آیا ہے؟

ملک نصیر احمد شاہوانی: آپ ریکارڈ نکالیں اسمبلی کا اس میں دیکھیں یہ دو دفعہ میرا اسی سوال کا جواب آیا ہے کہ ہم نے زیتون کے کوئی پودے تقسیم نہیں کئے ہیں۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: سر! اس میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ صوبائی ڈیپارٹمنٹ کے منصوبے نہیں بلکہ یہ فیڈرل پراجیکٹ ہے اور اس کو شروع ہوئے دو یا تین ماہ ہوئے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: بحیثیت زمیندار میں نے خود بھی لیا ہے میرے ساتھ لسٹ پڑی ہوئی ہے لیکن مجھے وہاں سے جواب آیا کہ ہم نے۔۔۔۔۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: اس میں لکھا ہے کہ زرعی تقسیم وفاقی پروجیکٹ کے تحت ہم کرتے ہیں وہ ہمیں بھیجتے ہیں صوبائی نہیں وہ مرکزی پروجیکٹس ہیں۔ بلوچستان اُس کو تقسیم کر رہا ہے۔ ہمارے زراعت کے پاس آتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: یہی کہہ رہا ہوں کہ صوبائی حکومت اُن کو تقسیم کر رہی ہے وہ میں نے بھی لے لیا تھا مجھے زیتون کے درخت بھی ملے تھے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری صاحب! دیکھ لینا اس میں کیا ہے۔ جی زیرے صاحب، جی شکر یہ ملک صاحب ہاں کر دیں۔

حاجی محمد نواز خان کا کڑ: جناب اسپیکر! شکر یہ۔ پچھلے سال زیتون کے درخت میں نے خود اپنے ہی cost پر لیے خیبر پختونخوا میں وہاں میں نے فی درخت 80 روپے کا لیا ایک پودا اور یہاں کہا جا رہا ہے کہ ہم زمینداروں سے ساٹھ روپے لے رہے ہیں اور ساڑھے چھ سو روپے کا ایک ہی درخت پڑ رہا ہے ہم نے 80 روپے کا لیا یہ یہاں ہمیں پڑا سب کچھ لگا کے مجھے 95-90 روپے کا پڑ گیا تو یہاں اتنی بڑی cost لگ رہی ہے اور زمیندار سے پھر بھی 60 روپے لے رہے ہیں وہاں پودوں کی قیمت اتنی نہیں تھی۔ ہم نے بھی پشاور میں سرکاری فارم سے لیا لیکن انہوں نے یہاں بڑھا چڑھا کے پیش کیا مجھے سمجھ نہیں آرہی ہے کہ کیوں اتنا بڑا فرق بیچ میں آرہا ہے کہ ایک پودا میں بذات خود جا کے لے رہا ہوں 80 روپے کا اور وہاں گورنمنٹ جا کے لے رہی ہے ساڑھے چھ سو روپے کا اتنا بڑا اس کی اگر وضاحت ہو جائے؟

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: جناب اسپیکر صاحب! اگر مجھے ایک منٹ دیں ایک چھوٹی سی میں ان کی clarification کر دوں۔ میں آپ کو ابھی Apples کے کہ ہمارے پاس کچھ امریکنز پودے آتے ہیں اور وہ پودے جب امریکہ سے آپ منگواتے ہیں تین سال میں آپ کو وہ فروٹ دیتا ہے اور ہمارے سیب اور اس کے پودے میں اتنا فرق ہے کہ وہ جتنا آپ ان کا ایریا ہے اس کو آپ trickle irrigation system high efficiency پر آپ ان کو زندہ رکھ سکتے ہیں اور وہ آپ کو اچھا فروٹ دے سکتے ہیں تین سال میں۔ اُس پودے کی قیمت اور پھر یہاں کا جو لوکل آپ سیب کا پودا لگائیں گے اس میں تو فرق ہوگا ہمارے جو زیتون کے ابھی یہ پراجیکٹس ہیں ابھی یہ ترکی سے آیا ہوا ہے یہ وہاں سے امپورٹ ہوا ہے اور اسپین سے آتا ہے اٹلی سے آتا ہے ابھی اس پودے کا اور یہاں آپ جو لوکل نرسری لگائیں گے اس پودے میں تو زمین آسمان کا فرق ہوگا اور یہ سرکاری ریٹ پر ہوتا ہے subsidized rates پر ہوتے ہیں ہم نے نہیں لگایا باقاعدہ پاکستان کے لیول پر یہ پراجیکٹ چل رہا ہے پورے پاکستان میں۔ اور یہ ہم نے نہیں لگایا ہے یہ وہاں جو ہم لیتے ہیں ٹینڈر ہوتے ہیں باقاعدہ نیشنل لیول پر اس کی ٹینڈرنگ ہوتی ہے qualification ہوتی ہے، ڈیپارٹمنٹس آتے ہیں کمپنیز آتی ہیں اس میں حصہ لیتی ہیں اور ان کو ٹینڈر ملتا ہے اس حساب سے ہم لیتے ہیں یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کرتے ابھی وہاں سے (throw-dana) تھرو دانہ۔ اور یہاں آپ نرسری میں لگانا اس میں فرق بھی ہے اس کے زیتون کے دانے میں فرق ہے اس کی موٹائی میں فرق ہے اس کے تیل میں فرق ہے اس کی ہر چیز

میں فرق آتا ہے تو یہ مسئلہ ہے۔ باقی یہ نہیں کہ ہم نے خود اس کو لگایا ہے شکر یہ جی۔
جناب اسپیکر: نصر اللہ خاں زیرے آپ اپنا سوال نمبر 296 دریافت فرمائیں۔
اس کا تو جواب نہیں آیا ہے۔

☆ 296 جناب نصر اللہ خاں زیرے: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 18 اگست 2020

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ
محکمہ زراعت میں اگست 2018ء تا حال تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ اور لوکل
رڈو میسائل کی ضلعو وار تفصیل دی جائے؟
وزیر زراعت:

جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب نصر اللہ خاں زیرے: جناب اسپیکر صاحب! یہ میں نے پوچھا تھا 18 اگست 2020ء کو۔ تو وزیر
موصوف نے کہا ہے کہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا ہے۔
جناب اسپیکر: وزیر صاحب اس کا ابھی تک جواب نہیں آیا ہے۔
وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: شکر یہ اس دفعہ کوشش کریں گے آپ کو اسی سیشن میں پوری تفصیل دے
دیں گے۔

جناب اسپیکر: میرزا بدلی ریکی صاحب! اپنا سوال نمبر 374 دریافت فرمائیں۔

☆ 374 میرزا بدلی ریکی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 13 اکتوبر 2020

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ
محکمہ زراعت کی جانب سے مالی سال 19-2018 تا 21-2020 کے دوران ضلع واشٹک سے تعلق رکھنے
والے کن کن زمینداروں کی زرعی اراضیات پر تالاب اور نالیاں تعمیر کی گئی ہیں ان کے نام مع ولدیت۔ علاقہ،
تالابوں اور نالیوں پر آمدہ لاگت کی تالاب و نالی وار تفصیل دی جائے؟
وزیر زراعت:

محکمہ زراعت کی جانب سے مالی سال 19-2018 تا 21-2020 کے دوران ضلع واشٹک سے تعلق رکھنے
والے جن جن زمینداروں کی زرعی اراضیات پر تالاب اور نالیاں تعمیر کی گئیں ان کے نام مع ولدیت، علاقہ اور
تالابوں و نالیوں پر آمدہ لاگت کی تالاب و نالی وار تفصیل آخر پر منسلک ہے۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب؟

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی کوئی سپلیمنٹری؟

حاجی میرزا بدلی ریگی: جناب اسپیکر صاحب! یہ 2018ء سے لے کر 2021ء تک جتنے تالاب اور نالیوں کے لئے فنڈز آئے ہیں مگر وہاں واشٹک میں جتنے حق دار زمیندار ہیں اور ان کو نہیں مل رہا ہے kindly منسٹر صاحب! اس کا جواب آپ دیں۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: جناب اسپیکر! ہمارا ایک criteria ہوتا ہے اور ہم اس کے مطابق وہاں پر دیکھتے ہیں ہماری جوٹیم جاتی ہے ہم سروے کرتے ہیں اسکے مطابق جہاں تالاب کی ضرورت ہوتی ہے جہاں نالی کی ضرورت ہوتی ہے جہاں پائپ کی ضرورت ہوتی ہے اس کے criteria کے مطابق ان کو یہ ہم بنا کر دیتے ہیں جہاں پانی دُور تقریباً ایک کلومیٹر تک جاتا ہے تو ہم اس کو نالی پختہ کر کے دیتے ہیں کہ جی پانی کی بچت ہو پانی سیدھا زمیندار کے پاس زمینوں پر پہنچ جائے۔ اسی طرح ان کے جو ایریا ہیں ان میں بھی اسی طرح ہوگا شاید کچھ ایسے ہو کچھ آگے پیچھے ہوا ہو مجھے تو اس کا علم نہیں ہے کہ حق دار کو نہیں ملا ہے اگر ان کو کوئی شکایت ہے تو ہم سے مل کر ہمیں بتادیں ہم ان کے اسٹاف کو بلا تے ہیں اگر کوئی ایسا غیر جانبدار نہ کوئی کارروائی ہوئی ہے تو ہم اس کو روک لیں گے اور انشاء اللہ یہ ہمارے محترم دوست ہیں ہمارے ایم پی اے ہیں وہاں کا نمائندہ ہیں ان کی بھی ہم انشاء اللہ ترجیحات کو سامنے لے آئیں گے۔

میرزا بدلی ریگی: ٹھیک ہے جناب اسپیکر صاحب منسٹر صاحب ڈیپارٹمنٹ والوں کو بلائیں وہاں کے زمینداروں کو میں بلاؤں گا۔ ان کو مطمئن کریں ان کا بھی حق ہے چاہے واشٹک ہے یا بسیمہ ہے جدھر بھی ہے ٹھیک ہے منسٹر صاحب۔

جناب اسپیکر: شکریہ منسٹر صاحب۔ میرزا بدلی ریگی صاحب! اپنا سوال نمبر 375 دریافت فرمائیں۔

میرزا بدلی ریگی: سوال نمبر 375 نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 13 اکتوبر 2020

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

محکمہ زراعت ضلع واشٹک میں تعینات کردہ آفیسران و اہلکاران کے نام مع ولدیت، عہدہ، لوکل رڈ ویسائل اور جائے تعیناتی کی تفصیل دی جائے نیز آفیسران کے زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محکمہ زراعت ضلع واشٹک میں تعینات کردہ آفیسران و اہلکاران کے نام مع ولدیت، عہدہ، لوکل رڈومیسائل اور جائے تعیناتی نیز آفیسران کے زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیل آخر پر ہے۔

میرزا بدلی ریکی: اس میں کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: میرزا بدلی ریکی صاحب! اپنا سوال نمبر 376 دریافت فرمائیں۔

☆ 376 میرزا بدلی ریکی:

نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 13 اکتوبر 2020

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 2019-20 اور 2020-21ء کے دوران محکمہ زراعت کی جانب سے محکمانہ اسکیمات شروع کرنے کی منظوری دی گئی؟

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو ضلع واشٹک کیلئے کل کتنی اسکیمات کی منظوری دی گئی ان کے نام، علاقہ اور مختص کردہ لاگت کی اسکیم و تفصیل دی جائے نیز مذکورہ ضلع میں پایہ تکمیل کو پہنچائے جانے والے اسکیمات کی تفصیل بھی دیجائے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹو: اس ضمن میں عرض ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر ضلع واشٹک کو مالی سال 2019-20 اور 2020-21ء کے دوران محکمہ زراعت کی جانب سے نہ تو کوئی اسکیم دی گئی ہے اور نہ ہی کسی اسکیم کو شروع کرنے کی اجازت دی گئی ہے لہذا رپورٹ اس قدر ہے۔

جناب اسپیکر: جی کوئی سپلیمنٹری؟

حاجی میرزا بدلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! اس ضمن میں عرض ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر ضلع واشٹک کو مالی سال 2019-20 اور 2020-21ء کے دوران محکمہ زراعت کی جانب سے نہ تو کوئی اسکیم دی گئی ہے اور نہ ہی کسی اسکیم کو شروع کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ بہر حال اس کا مجھے بتادیں۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹو: یہ اس طرح ہے کہ ہمارے وہاں جو زیادہ تر پراجیکٹس چل رہے ہیں یہ فیڈرل کے ہوتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! جس طرح ابھی ہم نے تالاب، نالی یہ پرائونٹل لیول پر کوئی پراجیکٹس نہیں ہیں یہ پرائونٹل لیول پر چلتے ہیں اور یہ نیشنل پروگرام میں پورے پاکستان میں۔ اس میں بھی یہی اونر شپ ہوتی ہے جس طرح 10% سے پہلے 25% تھا زمیندار کا حصہ ابھی ہم نے کم کر کے صرف بلوچستان کے لیول پر وہ مرکزی تو ہیں ایک request کی کہ ہمارے زمیندار بہت غریب ہیں وہ یہ payment نہیں کر سکتے ہیں تو لہذا، اُس کو 10% پر لایا۔ تو اس طرح کا ہمارا پرائونٹل پراجیکٹس نہیں ہیں جو وہاں چلائیں۔

جناب اسپیکر: میرزا بدلی ریکی صاحب! اپنا سوال نمبر 378 دریافت فرمائیں۔

☆ 378 میرزا بدلی ریکی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 13 اکتوبر 2020

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

ضلع واشٹک کے زمینداروں میں 2018 تا 2020 کے دوران کل کسٹڈر بوریاں تقسیم کی گئیں اور فی زمیندار کو کسٹڈر بوریاں فراہم کی گئیں ان کے نام مع ولدیت، علاقہ اور قیمت فی بوری کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر زراعت:

واشٹک کے کاشتکاران جن میں گندم کا بیج تقسیم کیا گیا کی تفصیل ذیل ہے:-

رجسٹریشن نمبر	تحصیل	یونین کونسل	کسان کا نام	والد کا نام
1	شایوگری	گرٹنگ	خالد احمد	کریم بخش
2	بسیمہ	بسیمہ	صغیر احمد	عبدالصمد
3	بسیمہ	بسیمہ	امداد	عبداللہ
4	بسیمہ	بسیمہ	عبدالواحد	قادر بخش
5	شایوگری	گرٹنگ	عبدالجمید	محمد نور
6	بسیمہ	بسیمہ	لیاقت علی	محمد افضل
7	شایوگری	شایوگری	خیر محمد	محمد علی
8	شایوگری	شایوگری	عبدالکریم	فضل محمد
9	شایوگری	شایوگری	نذیر احمد	جماد خان
10	شایوگری	شایوگری	فضل محمد	محمد رفیق
11	شایوگری	ناگ	غلام حیدر	عبدالرحمان
12	شایوگری	جنگیاں	محمد وارث	محمد مراد
13	شایوگری	جنگیاں	محمد ابراہیم	امام بخش
14	بسیمہ	کوراگی	امام بخش	میرک

15	بسیمہ	کوراگی	حفیظ اللہ	محمد عالم
16	شاہپوٹری	گرٹنگ	علی مردان	قامسہ

گندم کی کل بوریاں 150 وزن فی بوری 50 کلوگرام ورائٹی ٹی ڈی قیمت فی بوری 2525 نوٹ گندم کی تقسیم جاری ہے۔ نیز سال 2020-21 کے دوران ضلع واشک کے جن جن کسانوں میں گندم کا بیج تقسیم کیا گیا کی تفصیل آخر پر منسلک ہے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میرزا بدلی ریکی: جناب اسپیکر! یہاں میں نے سوال دیا ہوا ہے 2018ء سے لے کر 2020ء تک بوریاں تقسیم کی گئی ہیں زمینداروں کو۔ یہ جوسٹ مجھے ملی ہے جناب اسپیکر صاحب! اس لسٹ سے میں مطمئن نہیں ہوں سر شاہپوٹری، گرٹنگ، خالد احمد ہے کریم بخش ہے یہ میرے خیال سے ایسی formality ہیں۔ سر! اس میں میرے خیال سے جو نام ہیں وہاں میرے خیال سے ان لوگوں کو ملے نہیں ہیں میں نے رات کو بھی فون کیا۔

جناب اسپیکر: کیا نہیں ملے ہیں:

میرزا بدلی ریکی: ان لوگوں کو بوریاں نہیں ملی ہیں۔

جناب اسپیکر: بوریاں؟

میرزا بدلی ریکی: گندم کی بوریاں، جی ہاں۔

جناب اسپیکر: یہ تو فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا میرے خیال میں question ہے۔

میرزا بدلی ریکی: فوڈ نہیں سر! یہ question ہے ادھر دیا ہوا ہے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: جناب اسپیکر صاحب! ہم بیج دیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا بونے کے لیے بیج دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

میرزا بدلی ریکی: سر! ہمارے لوگوں کو seeds نہیں ملے ہیں۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: certified seeds ہوتے ہیں اور وہ زمینداروں کو ملتا ہے جو بہت

بہترین ہوتے ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ کہتا ہے جو نام دیئے ہیں ان کو نہیں ملے ہیں اس کی آپ انکو آری کروالیں۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: ابھی مجھے تو یہ پتہ نہیں کہ نام صحیح ہے یا غلط۔ اگر انکو کوئی اعتراض ہے ہمارے نام

پر لکھتے ہیں میں سیکرٹری سے ان کی انکوائری کروانا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی آپ پھر منسٹر صاحب سے۔۔۔۔

میرزا بدلی ریکی: میں application دے دوں گا جناب۔ منسٹر صاحب اس میں انکوائری کریں۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: آپ مجھے اپنا ایک لیٹر پیڈ پوری تفصیل دیں جس جس آدمی پر آپ کو اعتراض ہے اگر وہاں موجود نہیں ہیں یا ان کو غلط ملا ہے یا ان سے زیادہ پیسے لے کر۔ جو آپ کے اعتراضات ہیں وہ آپ اپنے written میں دیدیں ہم انکو آگے بھیج دیں گے اس پر انکوائری کروالیں گے آپ کی تسلی کے لیے ٹیم بٹھائیں گے۔

میرزا بدلی ریکی: ٹھیک ہے جناب اسپیکر صاحب میں اس کو لکھ کر دے دوں گا انشاء اللہ۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: ٹھیک ہے جی thank you

جناب اسپیکر: شکر یہ منسٹر صاحب۔ میرا حمل کلمتی صاحب نہیں ہیں، معدنیات کے لیے، جواب آیا ہے۔ بس اس کو بھی، رخصت کی درخواستوں کے بعد۔

جناب اسپیکر: جی سردار اسرار ترین رکن قومی اسمبلی کی بلوچستان اسمبلی آمد پر ہم ان کو پورے ہاؤس کی طرف سے خوش آمدید کہتے ہیں۔۔۔۔ (ڈیک بجا نہیں گئے)

جناب اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس۔

جناب اسپیکر: جناب عبدالواحد صدیقی صاحب اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

جناب عبدالواحد صدیقی: میں وزیر محکمہ صنعت و حرفت کی توجہ اس اہم مسئلے کی جانب مبذول کراتا ہوں کہ بوستان انڈسٹریل زون کے متاثرین پتہ داروں کو کب تک معاوضوں کی ادائیگی کی جائیگی تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب اسپیکر: محکمہ صنعت و حرفت۔ جواب ٹیبل ہوا ہے آپ اس سے مطمئن ہیں۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب! جہاں تک سوال کا تعلق ہے وہاں مسئلہ یہ ہے کہ وہ جو زمین 1800 ایکڑ بلکہ اس سے زیادہ ہزار ایکڑ ان لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ حال ہی میں کورٹ کا فیصلہ آیا ہے کہ نمبری زمین کے اوپر جتنی بھی زمینیں پڑی ہیں وہ انہی پتہ داروں کی نہیں، نمبروں کی ہیں۔ ان لوگوں نے بزور بازو اس ایریا کو قبضہ کر رکھا ہے ان لوگوں کو تنگ کیا کہ آپ ہمیں لکھ کر دیں۔ پھر اُس وقت جو community ساتھ پڑی، وہ اُس نے تحریر طور پر ان کے ساتھ۔ اُس میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ روڈ سے لے کر کوئی 550 فٹ ایریا وہ زمیندار

خود استعمال کر لیں۔ اُس سے آگے پھر ہم نے اس زمین کو قبضہ کر رکھا ہے۔ لیکن اس وقت تک پوزیشن یہ ہے کہ ان لوگوں کو، پتہ داروں کو، ان نمبر دار لوگوں کو نوٹس مل رہے ہیں کہ اب آپ ہماری زمین کو خالی کر دیں۔ وہ ایریا جن لوگوں نے مخوشی دیا ہے۔ وہ تو اُس نے قبضہ کر رکھا ہے اُس پر چار دیواری بھی مکمل کر رکھی ہے۔ لیکن وہ اُن کی اپنی زمین ہے۔ جو اُس معاہدے کے تحت ان زمینداروں کو ملنی چاہیے تھی۔ لیکن اس میں ان لوگوں نے زمینیں بھی آباد کی ہیں گھر بھی بنا دیئے ہیں، بور بھی اُن کے لگے ہوئے ہیں۔ لیکن آئے دن اُن کو نوٹس جاری ہوتے ہیں کہ آپ زمین کو خالی کر دو، پھر ٹیوب ویلز کو ختم کر دو۔ یہ زمین اپنے قبضے میں لینا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اب کورٹ فیصلہ کرتا ہے کہ یہ جتنے بھی نمبری زمین ہیں وہ اُن متعلقہ نمبر داروں کی ہیں لیکن دوسری طرف یہ لوگ ایک طرف بزور بازو یہ قبضہ کر لیتے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی آبادی کو آباد کر رکھے ہیں اُن کے متعلق بھی روز اُن کو نوٹس مل رہے ہیں کہ آپ ان زمینوں کو خالی کر لیں۔ اس کے متعلق میں نے ایک دفعہ جام صاحب سے بھی کہا کہ ان لوگوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ پھر میں نے کمشنر صاحب سے کہا اُس کو بھی میں نے پورا قصہ بتا دیا کہ لوگوں کو خواہ مخواہ تنگ کر رہے ہیں۔ پھر اس کے بعد میں نے ریونیو بورڈ سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے لوگوں کو کیوں تنگ کیا جا رہا ہے؟ اگر ایک معاہدہ پڑا ہے ان کے ساتھ تو اس معاہدے کے تحت اپنا کام شروع کر دیں۔ لیکن وہ نہ ماننے کی پوزیشن میں ہیں۔ پھر میں نے کمشنر صاحب سے بھی کہا۔ پھر ان لوگوں نے وہاں ایک ٹیم بھیجی۔ تب اُس نے visit کی پھر میرے خیال میں طور اور تائیل صاحب سے میں نے کہا تھا کہ آپ تو بھی اس ایریا کے تمام اصول و رواج کو جانتے ہیں تو کم از کم آپ خود جا کر ان سے مل لیں کہ انکی کیا پوزیشن ہے۔ لہذا اس وقت بھی ان لوگوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ پیسہ تو دور کی بات ہے کہ ان کو معاوضہ دیں اب ظاہر ہے کہ جہاں انڈسٹریل زون بنایا جاتا ہے۔ نیچے ساری جتنی بھی زمینیں لوگوں کی ہیں وہ ان کے درخت ہیں۔ اس میں ٹماٹر اُگاتے ہیں دوسری سبزیاں اُگاتے ہیں۔ اگر انڈسٹریل زون شروع ہو جاتا ہے activate ہو جاتا ہے بیچاروں کے سارے باغات وغیرہ تباہ ہو جائیں گے۔ اُن کی جو پوزیشن ہے، وہ تو ظاہر ہے اُن کو خراب کر دیں گے۔ ان لوگوں نے، میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ اگر آپ نے ان لوگوں سے زمین لی بھی ہے۔ اور آپ اس میں انڈسٹریل زون بنا بھی رہے ہیں۔ تو ظاہر ہے انڈسٹریاں یہاں بننے کے بعد یہ لوگ تو متاثر ہوں گے۔ اُس متبادل میں آپ لوگوں کے لئے کیا رکھا ہے؟ لیکن وہ کوئی ہمیں جواب نہیں دے رہا ہے۔ ان کی اپنی زمین ان سے قبضہ کر رکھا ہے۔ اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے بیرون اضلاع تھا اُس وقت۔ ان لوگوں نے بخوشی دی۔ لیکن ان کے جو اس معاہدے میں جو 550 فٹ فرنٹ ہے ان لوگوں کو دی۔ اُس تحریر پر باقاعدہ اُس وقت کے پٹواری کے

تحصیلدار کے دستخط ہیں۔ لیکن اب بھی ان لوگوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور وہ لوگ اب مجبور ہیں کورٹ گئے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ کورٹ نے کل جو پرسوں ایک فیصلہ کیا ہے اس کے تحت تو میرے خیال میں اس کی روشنی میں تو اس نے زمین قبضہ کر رکھی ہے۔ وہ بھی ان کا حق نہیں بنتا۔ لہذا اسکو seriously لیں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ اور ہمارے صنعت و تجارت کے جو وزیر ہیں طوراً و تمنا خیل صاحب ان لوگوں کو بلائیں اور ان کے ساتھ بیٹھ جائیں ان کو بار بار تنگ نہ کیا جائے، اپنی زمینوں سے بے دخل نہ کیا جائے۔ ورنہ یہ لوگ سارے احتجاج پر مجبور ہوں گے۔ اور ان کی جائیدادیں آپ تباہ کریں گے۔ تو کیوں نہ ہم ایک آسان اور صحیح طریقے سے ان لوگوں کو سمجھا بھی دیں ان کے ساتھ بیٹھ جائیں ان کی زمینوں کو تحفظ دیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی کھیر ان صاحب! منسٹر موجود نہیں ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیر ان (وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی): اسرار ترین کو میں خوش آمدید کہہ رہا تھا وہ نکل گئے۔ جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک بوستان انڈسٹریل زون کا سوال ہے اس میٹنگ میں، حالانکہ میرا subject نہیں ہے لیکن میں اس میٹنگ میں تھا سی ایم صاحب نے اس پر آپ کے شاید بلال کا کڑ بھی اسی ایریے سے ہیں باقی لوگ بھی ہیں تو فائل آگئی ہے سی ایم صاحب کے پاس تو سی ایم صاحب نے بڑا serious اس کا نوٹس لیا ہوا ہے اب چونکہ کورٹ کی decision آگئی ہے جو قابلِ بھین ہیں، چاہے گورنمنٹ ہے یا کوئی بھی ادارہ ہے وہ جو بیرونِ اضلعین جو بھی زمینیں ہیں جو قبیلے اس پر آباد ہیں یا سلسلہ ہے تو اس کی روشنی میں انشاء اللہ بہت جلدی آپ کو بھی بلائیں گے اس میں آپ بھی بیٹھ جائیں آپ بھی ادھر کے منتخب نمائندے ہیں اسی طریقے سے بلال کا کڑ صاحب ہیں اور آپ کے جو متاثرین ہیں وہ میرا خیال ہے اب ایک ہفتہ دس دن میں ان کی میٹنگ ہوگی فائل ہو رہا ہے کچھ اس میں رکاوٹیں تھیں مختلف میں نام تو نہیں لوں گا ان کے کچھ سلسلہ تھا۔ اب وہ انشاء اللہ ہم خود چاہتے ہیں کہ یہ کیونکہ ایک الگ زون ہے اور اس پر ناں immediately کام شروع ہو جائے یہ بلوچستان کی ترقی کے لیے۔ کیونکہ سی پیک اور سارا سلسلہ اسی کے ساتھ جا رہا ہے بلکہ ایک دو میٹنگوں میں جب وہ China corridor کے ساتھ میٹنگ ہوئی یہ بہت discuss ہوا ہے اور further اس پر بہت ساری کمپنیز آنا چاہتی ہیں کہ یہاں وہ انڈسٹری لگائیں انڈسٹری لگے گی اور پھر یہ چین کا جو راستہ ہے زون ہے چائنا اس پر بہت ساری کمپنیاں اس پر approach کر رہی ہیں تو انشاء اللہ بہت جلدی مولانا صاحب! میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ میں، نہیں میں، کیونکہ اس میٹنگ میں تھا انشاء اللہ آپ کو بھی جلدی بلائیں گے سی ایم صاحب اس کو بڑے اچھے طریقے سے مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ حل ہوگا یہ۔ احتجاج

کی نوعیت نہیں آئیگی thank you

جناب اسپیکر: نہیں اس پر آپ بات نہیں کر سکتے اس پر mover صرف بات کر سکتا ہے۔

جناب عبدالواحد صدیقی: اس پر گاؤں کے گاؤں کٹ جاتے ہیں باغات کٹ جاتے ہیں لیکن آج تک ان لوگوں نے وہ نقشہ جہاں سے یہ سی پیک روڈ ہو کر کے گزرتی ہے اوپر ایں نہیں کیا گیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ بنجر زمین کی الگ قیمت ہوتی ہے اور جو پھل دار درخت ہوتے ہیں انکی الگ قیمت ہوتی ہے اور کمرشل ایریا کی الگ قیمت ہوتی ہے۔ اب اس وقت کمرشل ایریا کی جو قیمت ہے وہ دوسروں کے پھر وہ فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ کم از کم تحصیل کے دفاتر میں سی پیک جو route یہاں سے ہو کر کے گزرتا ہے متعلقہ تمام زمینداروں کو بلائیں اور اُس کی حیثیت کو دکھائیں کہ یہاں سے route گزرتا ہے۔ ہر ایک زمین کی الگ الگ قیمت ہے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: یہ portfolio جناب طور صاحب کا ہے۔ باقی ڈیٹیل آپ کو طور صاحب بتا دیں گے۔ اس پر finally یہ ہوا ہے کہ چونکہ Noteable کو بھی بلار ہے ہیں وہاں کے جو متاثرین ہیں ان کو بھی بلار ہے ہیں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب اسپیکر: جی اوتمائیل صاحب!

حاجی محمد خان طور اوتمائیل: جناب اسپیکر! تقریباً یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے بالکل یہ سہری ہم نے بھجوائی ہے چیف منسٹر کے پاس جو ہماری کمیٹی کی جو سفارشات تھیں وہ تقریباً ہفتہ کے اندر ہو جائے گا۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب اسپیکر! موجودہ حکومت میں کم از کم لوگوں کو اپنے حقوق مل جائیں مسئلہ حل ہو جائے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: سیرس ہی بتا دیا منسٹر نے

حاجی محمد خان طور اوتمائیل: جو ہم نے سفارشات کی ہیں وہ تو ہم اسمبلی کے فلور پر نہیں بتا سکتا ہوں ایڈوانس میں جب ہو جاتا ہے پھر بتائیں گے۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب اسپیکر! جب زمیندار مطمئن ہوں اگر آپ اپنی مرضی مسلط کریں گے تو اس طرح آپ لوگ ماحول بنا دیں تاکہ اُنکے ساتھ آپ مل بیٹھیں اور اُن کی جو ڈیمانڈ ہیں وہ پوری ہوں۔

حاجی محمد خان طور اوتمائیل: اُس کی طرف سے بھی کمیٹی تھی زمینداروں کی ہماری طرف سے بھی کمیٹی تھی ہم

دونوں بیٹھ کر سارے مسئلے حل کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی رخصت کی درخواستوں کے بعد کرتے ہیں۔ جی رخصت کی درخواستیں۔

رخصت کی درخواستیں

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار محمد صالح بھوتانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر ڈوکی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میرا کبر آسانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر سلیم احمد کھوسہ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر یونس عزیز زہری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ گہرام گٹھی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر حمل کلمتی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر ربابہ بلیدی صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زینت شاہوانی صاحبہ نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت نہ کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب اسپیکر: جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! شکر یہ 22 تاریخ کے اجلاس میں آپ کی غیر موجودگی میں میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر اسی موضوع پر بات کی تھی۔ بات یہ تھی جناب اسپیکر صاحب! کہ سریاب روڈ کی widening ہو رہی ہے اُس کی جو ایک تو قیمت بہت کم ہے اور دوسرا بہت ساری ایسی زمینیں ہیں جو کسی کے نام پر نہیں ہیں جو بلا پیوڈہ ہیں۔ جو اُس وقت تعمیر ہو چکی تھی آج اگر ان کی دکانیں گرائی جاتی ہیں تو ان کو payments نہیں کی جاتی ہیں۔ تو حکومت نے ایک کمیٹی بنائی تھی آج ہم نے احمد نواز اور ہمارے منسٹر مال ہیں سلیم کھوسہ صاحب نے، سینئر ایم بی آر بھی تھا۔ اُنکے دیگر نمائندگان ہم نے میٹنگ بھی کی اُس میں یہ طے ہوا کہ بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن کے لئے ایک broad committee بنائی جائے تاکہ اُن پر مزید غور و خوض کیا جائے اُس میں کیا ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ آج آپ رولنگ دے دیں چونکہ سلیم صاحب اُس پر راضی تھے۔ چونکہ اُنکی طبیعت خراب تھی وہ کراچی کے لئے جا رہے تھے۔ اگر آپ اُس کمیٹی کو بنائیں چونکہ اب اُن لوگوں کی دکانوں کو گرانے کا سلسلہ شروع ہے۔ اور ہسپتال پر بھی ہیں اور بعض لوگ اُس پر احتجاج بھی کر رہے ہیں۔ اگر آج آپ اُس پر رولنگ دے دیں کہ وہ کمیٹی آپ بنائیں تاکہ وہ کمیٹی جلد از جلد اپنا کام کر کے اُس بات کو آگے بڑھائے۔

جناب اسپیکر: جی احمد نواز صاحب!

میر احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر! شکریہ۔ 22 تاریخ کو جیسے کہ ملک صاحب نے کہا کہ معزز چیئر مین صاحب نے رولنگ دی تھی کہ اس مسئلے کو کمیٹی کی شکل میں، جو پُرانی کمیٹی تھی جس میں میں اور ملک صاحب تھے۔

جناب اسپیکر: تو گورنمنٹ نے already بنائی ہوئی ہے میرے خیال میں۔

میر احمد نواز بلوچ: نہیں آج ادھر ہم نے جو سلیم خان صاحب، سینئر ایم بی آریا متاثرین تھے۔

جناب اسپیکر: دیکھتے ہیں گورنمنٹ، ابھی سلیم ادھر نہیں ہیں۔

میر احمد نواز بلوچ: جناب DC، کمشنر اور ہمارے معزز اراکین ہمارے جو اسمبلی کے اراکین ہیں۔

آپ ایک date-fix کر دیں تاکہ ہم اُس پر بیٹھ جائیں۔

جناب اسپیکر: ویسے بھی آپ نے، ایسا کرتے ہیں ناں آپ نے توجہ دلاؤ نوٹس سلیم بھی آجائیں

گے توجہ دلاؤ نوٹس آپ کا آیا ہوا ہے تو اس کو ہم دیکھتے ہیں کہ جمعرات کو اس کو آپ پیش کر دیں یا جمعہ کو۔

وزیر صاحب اس پر agree ہیں کہ اس کو وسیع کیا جائے۔ تو اُسی میں دیکھ لیں گے وزیر صاحب بھی

آجائیں گے گورنمنٹ کی طرف سے ہم دیکھتے ہیں اگر ضروری ہوا۔ اور اس میں نئے معزز اراکین کو بھی

آپ شامل کر لیں۔ جس میں سینئر ممبرز بھی ہوں تاکہ اس کو باریک بینی سے دیکھیں۔ کیونکہ پچاس ساٹھ

سالوں سے وہ ان دکانوں میں کاروبار کر رہے ہیں بیچارے جو نان شبینہ کے محتاج ہو رہے ہیں۔ اور اس

کے علاوہ جو ریٹ ہے چھ سو روپے۔ میرا خیال ہے چھ سو ریٹ ایساریٹ ہے جو کہ نامناسب ہے۔ ان

میں کورٹ میں بھی ان کی جو پٹیشن ہے وہ بھی ہے اور جو آپ رولنگ دیں گے ابھی۔ جو نئے اراکان آئیں

گے جس میں ڈی سی صاحب کو آپ پابند کریں کمشنر کو بھی پابند کر دیں اور سینئر ایم بی آر کو بھی۔

جناب اسپیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ملک نصیر صاحب اور احمد نواز صاحب نے جو نکتہ پیش کیا ہے میں اسکی

حمایت کرتا ہوں چونکہ میں بھی، اُسی حلقے سے میرا تعلق ہے جہاں سے سریاب روڈ کٹنگ کا معاملہ چل رہا

ہے یقیناً متاثرین برحق ہیں اُنکے مطابق تسلیم کر لینے چاہئیں۔ اور جو کمیٹی بنائی جا رہی ہے میں چونکہ وہاں کا

نمائندہ ہوں مجھے بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔ جناب اسپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ابھی آپ سن رہے ہیں کہ باہر مختلف تنظیمیں ہڑتال کر رہی ہیں گلوبل ٹیچرز خواتین ہڑتال پر ہیں جو نیئر ٹیچرز ہڑتال پر ہیں دس روز ہو گئے ہیں وہ تادم مرگ بھوک ہڑتال پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب ان اساتذہ کی جانوں کو خطرہ ہے گورنمنٹ ٹیچرز ایسوسی ایشن آئینی ہڑتال پر ہیں۔ بی ڈی اے اور بی اینڈ آر کے ملازمین ہڑتال پر ہیں۔ کم از کم چھ سات تنظیمیں اس وقت تادم مرگ بھوک ہڑتالی کیمپ لگائے ہوئے ہیں۔ لیکن حکومت یہاں ٹس سے مس نہیں ہو رہی ہے لوگ مر رہے ہیں خواتین وہاں بیٹھی ہوئی ہیں ان کے شیرخوار بچے انکی گود میں ہیں یہاں حکومت کچھ نہیں کر رہی ہے جناب اسپیکر! یہ کس طرح کی حکومت ہے؟ یہ کیسے دعویٰ کر رہی ہے کہ عوام نے ہمیں ووٹ دیا ہے؟ لوگ بیچارے وہاں اس میں اتنی ہمت نہیں ہے حکومت میں کہ وہ جا کر کے ان سے پوچھے۔ چمن میں دھماکہ ہوا اسکی تحریک التوا تو بعد میں آنے والی ہے میں سمجھتا ہوں کہ پورے صوبے میں انارکی کی صورتحال ہے پورا صوبہ سراپا احتجاج ہے۔ جناب اسپیکر! لیکن حکومت ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھی ہوئی ہے مراعات بھی لے رہے ہیں جھنڈے بھی لگائے ہوئے ہیں انہوں نے اور دعویٰ کر رہی ہے کہ ہم نے عوام کیسے لئے کچھ کیا ہوا ہے۔ کیا ریاست مدینہ میں اس طرح ہو رہا تھا؟ نہیں جناب اسپیکر! یہ سب کچھ ہمارے عوام کے خلاف ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو، جو جو بھی ہڑتال پر ہیں چاہے گلوبل ٹیچرز خواتین ہیں چاہے جو نیئر ٹیچرز ہیں دس روز سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں تادم مرگ وہاں کوئی وزیر صاحب گئے ہیں؟ کہ دس روز سے آپ نے نہ کچھ کھلایا ہے نہ پیا ہے۔ آپ نہیں گئے ہیں کسی کے گلوبل ٹیچرز خواتین کے پاس ڈپٹی اسپیکر صاحب گئے تھے آج سے تین ماہ پہلے دسمبر میں منسٹر ایجوکیشن صاحب گئے تھے انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم نے آپ کی سمری منظور کرانی ہے۔ لیکن آج تک ان کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس حوالے سے اگر آپ میں اتنی جرات نہیں ہے تو آپ resign کر جائیں آپ استعفیٰ دے دیں تاکہ عوام اپنے صحیح حقیقی نمائندوں کا انتخاب کر سکیں۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ ایک دو چیزیں ہیں جو رولنگ ہم نے دی تھی ایک تو لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے گورنمنٹ نے ان کو پیسے دے دیئے ہیں اور بی ڈی اے کی تنخواہوں کے حوالے سے تھی، انکی

میرے خیال میں تنخواہیں دیئے ہیں۔ ٹیبل کر دیئے ہیں جو اب میرے خیال میں دے دیئے ہیں۔
جناب اسپیکر: جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! ویسے اگر پہاڑوں کی آنکھیں ہوتیں آسمان کی بھی۔ آنکھیں تو دیکھتے ضرور لیکن اگر ان سے آنسو اور خون برستے تو اس وقت بلوچستان کی صورت حال پر آسمان اور زمین دونوں کی آنکھوں سے اس وقت خون برس رہے ہوتے۔ آج جو کردگاپ کے قریب جو حادثہ ہوا جس میں ایک ہی خاندان کے سات افراد شہید اُس میں شیر خوار بچے سے لیکر اُس خاندان کے والی و وارث مالک تک کی لاش زمین پر پڑی تھی۔ جناب والا! اگر وہ منظر کسی اور ملک میں کسی اور وطن میں ہوتا تو اُس ملک کے سارے کام روک کر اُس ملک کی حکومت اُس ملک کے حاکم اور اس ملک کی انتظامیہ، مقننہ سب بیٹھ کے سوچ رہے ہوتے کہ اس شیر خوار بچے کا قاتل کون ہیں۔ جناب والا! کل چمن میں اسی طرح معصوم بچہ شہید کر دیا گیا تین اور شہید ہو گئے سات اور اٹھ بلکہ 13 کے قریب اب بھی اس وقت زندگی اور موت کا شکار ہیں۔ جناب والا! چنگوڑ کا واقعہ ابھی پرانا نہیں ہے ابھی پچھلے اجلاس میں ہم بیٹھے تھے درجنوں کی تعداد میں لوگ روز مسافر زندہ جل کے مر جاتے ہیں یہ وہ صوبہ ہے ایمانداری سے اگر اس کی حالت پر لکھا جائے فرشتے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمارے آپ کے حاکموں کے اور لکھنا شروع کریں حساب کتاب سوائے لاشوں کے خون کے آہوں اور فریادوں کے ہم نے کچھ نہیں دیا۔ ہم جب اسمبلی آتے ہیں ہم اپنے ذہن میں سوچ کے آتے ہیں کہ ہم یہاں کوئی قانون سازی کریں گے۔ ہم بلوچستان کے مستقبل کے حوالے سے کوئی حکمت عملی بنائیں گے بلوچستان کے جو مسائل وفاق کے ساتھ ہیں اُن پر بڑی سیر حاصل گفتگو کریں گے۔ council of common interest کا اجلاس گزشتہ تقریباً جو constitutionally mandate کے مطابق نہیں ہو رہا ہے اُس کے اجلاس کے متعلق بات کریں گے۔ این ایف اسی ایوارڈ پانچ سال سے delay ہے ہم اُس پر بات کریں گے اپنا input دینگے بلوچستان کا جو due share لینگے۔ ہم بلوچستان کے بیروزگاروں کے متعلق بات کریں گے لیکن ہر اجلاس جب ہوتا ہے یہاں جناب والا! ماتم کدہ بنا ہوا ہے۔ قبرستان میں اتنی چیخ و پکار نہیں ہوتی جتنی بلوچستان اسمبلی کے باہر ہوتی ہے۔ اتنی آہ

وصد امانتی یا کفن پوش یہ جو احتجاج کر رہے ہیں یہ زندہ لاشیں ہیں یہاں آ کر ہمیں جگانے کی کوشش کرتے ہیں ہمارا ضمیر جھنجھوڑنے کی کوشش کرتے ہیں تو ڈھائی سال سے تین سال سے یہاں کیا ہو رہا ہے یہ کیا حکومتیں اور حکمران اس طرح ہوتے ہیں۔ یہاں تقریباً سالانہ ڈیڑھ سے دو ارب روپے بلوچستان میں حکمرانوں کے بلوچستان سیکرٹریٹ میں وزراء کے لئے خرچ کئے جاتے ہیں ان کا کام کیا ہوتا ہے جناب والا! وہ جب بیٹھتے ہیں جب معاشرے میں اس طرح کی۔۔۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ آپ کا پوائنٹ آگیا۔ نہیں point of order اتنا ہی ہوتا ہے دو یا تین منٹ ہوتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں ابھی آ رہا ہوں گلوبل ٹیچرز، C&W کے کفن پوش ملازمین یہاں باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اپرکا والے 29 مارچ کو آ رہے ہیں بی ڈی اے کے ملازمین آپ کہہ رہے ہیں جناب والا! جب ان کو تنخواہیں جاری کی گئیں نہیں کی گئیں ساتھ میں ان کو ایک خودکشی کا سٹوفکیٹ بھی دے دیا گیا کہ اس پر دستخط کرو آپ کو یہ تنخواہ مل رہی ہے آج کے بعد آپ اس محکمے سے فارغ ہیں آپ تنخواہ کے لئے کلیم نہیں کریں گے۔ یہ خودکشی کا سٹوفکیٹ ہوتا ہے کہ آپ اپنے گھر میں جا کے پھانسی کا پنڈا لیں اور اپنے آپ کو لٹکا لیں لوکل گورنمنٹ کی تنخواہوں کی بات کرتے ہیں منسٹر صاحب اور چیف منسٹر صاحب کا جھگڑا چل رہا تھا عارضی ملازمین کو بلکہ مستقل ملازمین کو تنخواہیں جاری نہیں کر دی گئیں کل منسٹر صاحب خود مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ دُعا خیر کریں کہ میری کاہینہ نے فنڈز منظور کر لیں پتہ نہیں کہ کب ہونگے۔ اس کے علاوہ جناب والا! سریاب کی cutting کی بات ہو رہی ہے یہ سریاب کی میرے پاس پوری رپورٹ ہے۔ ایک ہی دن میں NESPAK کی ساری رپورٹ کے مطابق جو سریاب کی cutting, widening ہونی تھی یہ ہمارا شہر ہے ہم نے دس دفعہ اس اسمبلی میں کہا جو بھی ترقیاتی عمل ہوتا ہے consultative process کے تحت ہوتا ہے۔ اُردو میں اس کو کہتے ہیں مشاورتی عمل۔ یہاں جناب والا! اس پوری اسمبلی میں کسی ایک موضوع پر چاہے وہ شیرخوار بچے کی لاش گر رہی ہو یا لوگوں کے گھر گر رہے ہوں یا ان کی مسجدیں اور مزار گرا رہے ہوں۔ کسی بھی ایک مسئلے پر آپ مشاورت نہیں کرتے۔ اس اسمبلی کے ذریعے سے اگر آپ کو سریاب روڈ کی widening کرنی ہے جناب والا! پیرس لندن دنیا کے کسی شہر میں آج

تک ہم نے نہیں سنا ہے کہ لوگوں کے گھر مسمار کر کے سڑکیں چھوڑی کی جاتی ہیں یہ پیسے کھانے کے فن ہوتے ہیں یہ بلوچستان میں۔ نواب محمد اکبر خان بگٹی کی یہاں 1988ء میں گورنمنٹ تھی تو سریاب widen ہوا۔ ابھی آپ سریاب میں سے ریڑھی ہٹادیں ابھی بھی سریاب روڈ آٹھ روہ سڑک اُس کی بن سکتی ہے۔ ہم نے کہا اگر آپ بلوچستان میں کوئٹہ کی beautification چاہتے ہیں ہم آپ کو ایک ہزار idea دے دیں گے کہ 20 یا 30 ارب روپے کھانے کی بجائے لوگوں پر خرچ کریں ساڑھے چھ سو روپے میں قالین کا ایک فٹ نہیں ملتا کیسے آپ لوگوں کے ایک ہزار سال کی زمین سے اُن کو گھروں سے نکال رہے ہیں ایک ہی رات میں کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ یہ میرا vision ہے میں نے یہ سڑک چھوڑی کرنی ہے اگر آپ کے پاس کوئی vision ہے lets over debates.discussion ساڑھے چھ سو روپے میں آپ اُسکی زمین لیجائیں گے کہاں جائینگے یہ غریب بلوچ، کہاں جائینگے یہ پشتون کہاں جائینگے وہاں کے دکاندار جن کی زمین آپ مجھے ساڑھے چھ سو روپے میں ابھی بھی جو ایران یا ترکی کی کارپٹ لا کے دے دیں میں ایمانداری سے اپنا گھر آپ کو دینے کیلئے تیار ہوں لوگوں کے ساتھ مذاق نہ کیا جائے۔ یہ سسٹم اس طرح نہیں چلتا کہ اگر آپ کے پاس لاٹھی ہے آپ کے پاس سرکار ہے آپ کے پاس ڈی سی ہے آپ کے پاس بندوق ہے اور غریب اور شریف لوگوں کے گھر میں گھس کے بلڈوز کرنا شروع کر دیں کسی کا باپ نہیں کر سکتا۔ اور بلوچستان میں اس طرح کے جو غیر مشاورتی عمل میں جس طرح کی زیادتی ہو رہی ہے کسی طرح نہیں مانیں گے اور چھوڑیں اس اسمبلی میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں صدیقی سے توجہ دلاؤ نوٹس پر بات کرنا چاہتے تھے اُس کا مائیک کام نہیں کرتا ہے۔ revamping کیلئے تین سال سے پہلی دفعہ میں نے اٹھایا ہے کہ اس کو digitalize کریں اس مائیک سے ہماری آواز نہیں پہنچتی۔ لیکن جناب والا! آپ اپنی revamping پر عمل تک نہیں کروا سکے۔ نہیں ہوا ہے جناب والا! پھر رُک گیا۔ اگر آپ کو معلوم نہیں ہے، معلومات کروالیں۔ پانچ سال تک اس کو کھنڈرات ہی بنائیں گے صوبائی اسمبلی بلوچستان کا موجود ڈرو بنے گی۔

جناب اسپیکر: tender process ہو گیا چلو۔ شکر یہ ثناء صاحب۔ جی اصغر ترین صاحب!

جناب ثناء اللہ بلوچ: نہیں جناب اسپیکر! ہم آئندہ آتے ہیں۔ ہم نے آج بات کرنی تھی خدا جانتا ہے

ہمارے کھر بول روپے CCI میں پھنسنے ہوئے ہیں۔ ہمارا پی پی ایل کا معاہدہ رہتا ہے گیس کا۔ ہمارا این ایف سی ایوارڈ رہتا ہے۔ ہماری بجلی کا انفراسٹرکچر کی ہم دس دفعہ بات کر رہے ہیں ہم فیڈرل گورنمنٹ میں discuss کرنا چاہتے تھے فیڈرل پی ایس ڈی پی میں something substantive ہم کیا روز لاشوں کی باتیں کریں۔ روز آنسوؤں کی باتیں کریں روز کفن پوش جلسوں کی باتیں کریں۔ یہ ڈیڑھ سے دو ارب روپے اس ہاؤس پر خرچ ہوتے ہیں۔ let use this house جس مقصد کیلئے یہ بنا تھا جناب والا!

جناب اسپیکر: جی ثناء صاحب! point of order پر اتنی لمبی بات نہیں ہوتی پھر آپ توجہ دلاؤ نوٹس لائیں چیزیں لائیں ثناء بلوچ صاحب۔ جی اصغر ترین صاحب۔ آپ کو تو rule کا پتہ ہے اتنی لمبی speech نہیں ہوتی ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: یہاں کفن پوش احتجاج ہو رہا ہے لوگوں کو پراہ نہیں ہوتی ہے لوگ رات کو آرام سے سوتے ہیں۔ معصوم شیر خوار بچہ خدا جانتا ہے میں نے ابھی تصویر دیکھی ہے ہم پتہ نہیں رات کو سو سکیں گے یا نہیں۔ کیسے حکمران ہیں بولان میں پورا ہنگامی خاندان شہید ہوا۔ جناب والا! حکومت کی طرف سے تعزیت اور معذرت تک نہیں آئی۔ یہ سات لاشیں بھی شیر خوار بچے سے لیکر اُس کے باپ تک یہ دفن ہو جائینگے اور بلوچستان میں کسی کے کان پر جوں تک نہیں رہینگے۔ یہ صوبہ ایسے حالات میں ہے لوگ کم از کم یہ چیزیں دیکھ رہے ہیں ان تمام چیزوں پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ یہ رولنگ دے دیں کہ آئندہ ایسے معاملات میں حکومت ہوش کے ناخن لے وزراء اپنے دفاتر میں وقت پر بیٹھیں اور لوگوں کے معاملات وہاں نمٹائیں لوگوں کو وقت پر کو کنٹریکٹ دیں وقت پر ایجنڈا لائیں اور اس اسمبلی کو چھوڑیں اور بلوچستان کے آنے والے 20 یا 30 سالوں کے لئے ہم اپنے بچوں کے لئے تعلیم پر صحت پر صنعت کاری پر تجارت پر اس صوبے کے ترقی اور تعمیر پر ان کی عزت شرف پر بات کریں روز رونے دھونے پر بات کرتے ہیں شروع رونے دھونے سے اور ختم رونے دھونے سے۔ ان اپنے دوستوں کی وجہ سے خدا ان کو ہدایت دے ہم کیا کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ اصغر ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔ یہ تین یا چار سیشن پہلے ایک توجہ دلاؤ نوٹس پر میں نے بات کی تھی۔ بجلی کے حوالے سے کہ یقیناً دیہاتوں میں بجلی کا ایک فنڈ ان ہے اور بجلی 48 گھنٹے میسر نہیں ہو رہی ہے۔ اس پر ہماری حکومت کے دیش کمار صاحب نے کہا تھا کہ 5 ارب روپے ہم ریلیز کریں گے۔ آج بھی ہماری چیف کیسکو صاحب سے احمد نواز صاحب بھی ساتھ تھے ہم لوگ گئے اُن کے پاس۔ اُنہوں نے باقاعدہ زمینداروں کو نوٹس دیا ہے کہ ہم آپ کے کنکشن کاٹیں گے۔ آپ کی بجلی ہم نہیں دیں گے۔ لہذا وہ جو 5 ارب روپے والی بات کی ہے وہ کہاں تک پہنچی ہے، آیا یہ دیں گے یا نہیں دیں گے۔ اور دوسرا جناب اسپیکر صاحب یہ بورڈ آف گورنرز کیسکو کا ایک بورڈ بنا جس میں بڑا افسوس ہوا ہے اس کا جو چیئر مین صاحب ہے اُن کا تعلق بلوچستان کے بجائے K electric سے ہے out of province ہے اُس کے تین ممبران ہیں اُن کا تعلق بھی باہر سے ہے صوبہ بلوچستان سے نہیں ہے صرف دو ممبران ہیں جناب اسپیکر! اُن کا تعلق بلوچستان سے ہے۔ یعنی یہ اس طرح ہم لاوارثوں کی طرح بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمیں اس طرح treat کیا جاتا ہے جیسے یہاں پر نہ کوئی حکومت ہے نہ یہاں پر کوئی سرکار ہے حالانکہ پیشی بھی دے رہی ہے اُس کے چیئر مین کا تعلق بلوچستان سے تھا اب یہ تین ممبران کا تعلق K electric سے ہے اور بشمول چیئر مین کے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔ سیکرٹری صاحب اس کو دیکھ لینا۔ اور QESCO سے رپورٹ منگوا لینا۔ جناب محمد مبین خان غلجی (پارلیمانی سیکرٹری برائے کیو ڈی اے): بڑی مہربانی جناب اسپیکر صاحب آپ نے موقع دیا اور جناب اسپیکر صاحب جس طرح میرے دوستوں نے بتایا کہ جیسے یہ مسئلہ ہے ہماری کچھلی اسمبلی کا جو اجلاس تھا اس میں ہماری رولنگ آئی چیئر مین کی طرف سے اور باقاعدہ ہمارے جو وزیر ہیں پانچ وزیر گئے اُن کو منع کیا وہ بات چیت بھی کرنے کو تیار تھے اور یہ ٹیچرز کا تھا ایجنڈے میں مجھے بتایا کہ اُس کو رکھا بھی ہے۔ میں تھوڑا سا اس کا جواب دینا چاہتا ہوں اور گورنمنٹ باقاعدہ گئی انکے پاس کہ آپ فی الحال احتجاج ختم کریں انشاء اللہ اگلی کا بینہ کا اجلاس کل یا پرسوں ہونے والا ہے اُس میں ہم رکھیں اور انشاء اللہ یقین دہانی کرائی تھی ہماری گورنمنٹ کی طرف سے ٹھیک ہے پرانی حکومتوں نے غلط بھرتیاں کی ہیں جس کا نتیجہ یہ نکل آیا ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے جو جمعیت کی گورنمنٹ تھی وہ 15 سال رہی انہوں نے غلط

بھرتیاں کی ہیں۔ جس کی وجہ سے ان لوگوں کو بہت بڑے مسائل پیش آئے۔ یہ جو C&W کا ہے یا بی ڈی اے کے ملازمین ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ QESCO پر آجائیں۔ اُس پر رولنگ آگئی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے کیو ڈی اے: اسپیکر صاحب! دو منٹ آپ سن لیں۔ جو ہمارے مسائل تھے گورنمنٹ ابھی ان کا جو پرانا گند تھا اُس کو ہم صاف کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: اس طرح صاف نہیں ہوتا ہے جس طرح۔ جی مبین صاحب! اس طرح نہیں ہے گند کو آپ صاف نہیں کر سکتے ہیں۔۔۔ (مداخلت) آپ مہربانی کریں کیسکو کے بارے میں بات کریں۔ جس طرح آپ صفائی کر رہے ہیں اس طرح صفائی نہیں ہوتی ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ مبین صاحب! آپ ٹریک سے اتر رہے ہیں۔ اس طرح جو آپ بات کریں گے آپ ایک سوال کا جواب دے دیں۔ جی مبین صاحب آپ پوری گورنمنٹ کے سوالوں کا جواب نہ دیں اپنی ڈیپارٹمنٹ کا دے دیں۔ مبین صاحب ایک دفعہ خاموش ہو جائیں۔ آپ کی ڈیپارٹمنٹ انرجی آپ کے پاس ہے یا انرجی آپ کے پاس نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: فنانس منسٹر صاحب کیونکہ آپ لوگوں نے فلور پر کہا تھا کہ ہم 5 ارب دے رہے ہیں QESCO کو بجلی کے حوالے سے بجلی کی جس طرح حالت ہے۔ جی ظہور بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ خزانہ): شکر یہ جناب اسپیکر۔ بجلی کا جو مسئلہ ہے وہ صرف ایک علاقے تک محدود نہیں ہے بلکہ پورے بلوچستان میں اس کا مسئلہ چل رہا ہے اب کچھ کمزوریاں کوتاہیاں کیسکو کی طرف سے ہیں کیونکہ اُن کے جو سولر سسٹم تھے زمینداروں کے اُس پر بھی ہمارے ساتھ معاملات چل رہے ہیں اس کے علاوہ line loses پر بات چیت چل رہی ہے۔ میرے پچھلے دنوں کیسکو چیف سے بات ہوئی تھی تو وہ آئے انشاء اللہ ہم مل جل کے یہ مسئلہ حل کر دیں گے۔ جناب اسپیکر! جو آپ نے رولنگ دی ہے لوکل گورنمنٹ non salary اور پنشن وہ پچھلے مہینے ریلیز ہو گئے ہیں non salary کا point اُنکی لوکل گورنمنٹ کی میٹنگ ہو چکی ہے اُن کے منٹس کا مینہ نے approved کر دیئے ہیں اور وہ انشاء اللہ بہت جلد جیسے ہی minutes issue ہو جائیں گے کا مینہ کے وہ releases بھی ہو جائیں گے۔ اس

کے علاوہ جو ہمارے گلوبل پارٹنرشپ اور ایجوکیشن کے ٹیچرز حضرات ہیں ان کے ڈیمانڈ جو ہیں بالکل جائز تھے کل ہم لوگ اسپیکر صاحب نے کمیٹی بنائی میں اور زمر خان صاحب ضیاء لانگو صاحب ہم گئے وہاں تو ان کے ساتھ ہم نے بات چیت کی کل کابینہ کی میٹنگ بلائی ہے اور 14 سو 93 ٹیچرز ہیں انشاء اللہ کل permanent ہو جائینگے۔ تو یہ میں نے سوچا کہ آپ کو بتا دوں۔۔۔ (مداخلت)۔ میں نے کبھی یہاں کوئی commitment نہیں کی ہے کہ کیسکو کو۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: نہیں، نہیں یہاں پر دینش نے گورنمنٹ کی طرف سے کہا تھا جو ابھی نہیں ہیں اب وہ سینٹ میں چلے گئے انہوں نے کہا کہ فیصلہ ہوا ہے۔

وزیر محکمہ خزانہ: دینش صاحب فنانس منسٹر نہیں تھے۔ اور اگر انہوں نے کہہ دیا ہے تو میں چیک کر لیتا ہوں کہ کس بنا پر انہوں نے کہا ہے۔

جناب اسپیکر: جی ہاں kindly اس کو دیکھ لیں۔ فنانس منسٹر نہیں تھا لیکن گورنمنٹ کا ممبر تو تھا۔ پوائنٹ آگیا ناں۔ جی فنانس منسٹر۔

وزیر محکمہ خزانہ: ایک کھڑا ہو جائے دس دس کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، یہاں دینش نے گورنمنٹ کی طرف سے کہا تھا جو ابھی ہے نہیں سینٹ میں چلے گئے ہیں انہوں نے کہا کہ فیصلہ ہوا ہے ایک، جام صاحب سے بات ہوگئی۔

میر اختر حسین لاگو: جناب اسپیکر! بہت شکریہ ظہور صاحب نے ایک مسئلہ کی نشاندہی کی، بی ڈی اے کے ملازمین، ثناء بلوچ نے جیسے کہا ان کو ایک مہینے کی تنخواہ انہوں نے ریلیز کر دی۔ اُسکے بعد ایک فارم پر سائن لئے کہ آج کے بعد آپ کا بی ڈی اے سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہ ابھی تک as it is احتجاج پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں ٹیچرز ایسوسی ایشن کے معاملات ہیں وہ احتجاج پر بیٹھے ہیں سی اینڈ ڈبلیو کے حوالے سے تین چار یا پانچ مہینے سے یہاں روز ہم احتجاج پر آتے ہیں روز اسمبلی میں ان کے حوالے سے بات ہوتی ہے لیکن سی اینڈ ڈبلیو کے منسٹر صاحب جس دن بھی یہ لوگ احتجاج پر آتے ہیں۔ سی اینڈ ڈبلیو کے منسٹر صاحب آتے نہیں ہیں۔ پھر یہاں پر ہاؤس adjourn ہو جاتا ہے کہ جی منسٹر صاحب جب آئیں گے تو اس پر بات ہوگی۔ ایک کمیٹی آپ نے رونگ دی تھی۔ ایک کمیٹی بھی بنائی تھی کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر انکے معاملات کو دیکھا جائے آج وہ سی اینڈ ڈبلیو کے ملازمین جو ہیں وہ اپنے بچوں کے ساتھ کفن پوش ہو کر ہمارے اس اسمبلی کے دروازے پر آ کر بیٹھ گئے ہیں۔ کوئی

سننے والا نہیں ہے۔ جناب والا! اس سے پہلے بھی جتنے بھی ایڈیٹرز ہوئے ہیں بی ایم سی کے سٹوڈنٹس کا معاملہ تھا، چھ مہینے، سال تک ذلیل و خوار کرتے گئے۔ روز اسمبلی کے سامنے تماشے ہوتے گئے۔ پھر جا کے اسی ایک ہی آرڈر کے تحت انہوں نے کر دیا۔ اگر ظہور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اس وقت فنانس منسٹر ہیں، سردار صاحب بیٹھے ہیں ہمارے معزز اراکین بیٹھے ہوئے گورنمنٹ کے اگر سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا ہے، مسئلے حل کرنے ہیں ان کا تو بھی ان کو جواب دے دیں نہیں کرنا ہے تو بھی ان کو جواب دے دیں۔ یہ روز روز جیسے ثناء بلوچ نے کہا کہ یہ تماشے جو اسمبلی کے باہر ہوتے ہیں جناب والا یہاں سے گزرنے والا ہر بلوچستانی کوئٹہ کا ہر شہری جو بھی اس اسمبلی کے سامنے سے گزرتا ہے اس کے تاثرات اس اسمبلی کے بارے میں اس ہاؤس کے بارے میں اور یہاں پر بیٹھے ہوئے عوامی نمائندگان کے بارے میں جو پیدا ہو رہے ہیں یا جو لوگوں کے ذہن بن رہے ہیں، ہمارے حوالے سے وہ ایک غلط تاثر جا رہا ہے۔ پورے صوبے میں پورے بلوچستان میں بلکہ میں کہتا ہوں کہ پورے ملک میں تو جناب والا! سنجیدگی کی بنیاد پر چیزوں کو لیا جائے۔ اب اُس دن بھی یہ لوگ ہیں وہ surety مانگ رہے تھے دس دفعہ گلوبل فنڈ والوں کے ساتھ commitment ہوئی، کوئی commitment پوری نہیں ہوئی۔ اس سے پہلے بھی Last جو کیبنٹ میننگ ہوئی تھی۔ اس میں انکے ساتھ commitment ہوئی تھی کہ اس کیبنٹ کی میننگ میں ہم آپ کے اس ایڈیٹرز کو لائیں اور وہاں سے ہم کیبنٹ سے منظور کروا کر ہم آپ کے مسئلے کو حل کرنے جا رہے ہیں ان کو طفل تسلی دے کر خاموش کر کے بیٹھا دیا جناب والا اس دن کمیٹی کی اگر اتنا اہم ایڈیٹرز جس کی عورتیں بچے، شیر خوار بچے پر لیں کلب کے سامنے اس سردی میں پڑے ہوئے ہیں بارش میں پڑے ہوئے ہیں یہ مسئلہ اہم تھا یا باقی چیزیں اہم تھیں پورے دس بارہ گھنٹے کیبنٹ کی میننگ کی لیکن اس ایجنڈے پر جو ٹیچرز کا معاملہ تھا گلوبل فنڈ اس کا نمبر ہی نہیں آیا جناب والا کیبنٹ کی میننگ میں اب next جو کیبنٹ کی میننگ ہے اس میں بھی انشاء اللہ ان کا نمبر نہیں آئے گا یہ جوسی اینڈ ڈبلیو کے ملازمین ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔

میر اختر حسین لانگو: ان کا نمبر بھی کبھی نہیں آئے یہ گورنمنٹ چاہتی ہے کہ اسی طرح روز تماشے ہوتے رہیں۔

جناب اسپیکر: پوائنٹ آگیا ہے۔

میر اختر حسین لانگو: جناب دو منٹ مجھے دیں نہیں نہیں میں اصل پوائنٹ پر آ رہا ہوں تاکہ سنجیدہ معاملات

سے لوگوں کی نظر ہم ہٹا سکیں جناب والا اب جو بورڈ بنا ہے اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے یہ تماشے کئے جاتے ہیں تاکہ ان ایڈیٹرز سے لوگوں کو Divert کیا جائے، اب جو کیسکو۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ اختر صاحب۔

میر اختر حسین لاگو: سر میں اصل مدعے پر آرہا ہوں اس طرح کے تماشے روز اسمبلی کے دروازے پر اسلئے لگائے جاتے ہیں تاکہ اصل ایٹھو سے لوگوں کو Divert کیا جائے وہ کس کھاتے میں کس قانون کے تحت ان کا خیال ہے کہ اس چیخ و پکار میں ان کی نظریں ہوں گی اور ہم جا کر یہ منظور نظر جو لوگ ہیں ہم ان کو خاموشی سے نوازتے رہیں گے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

میر اختر حسین لاگو: بلوچستان کے ذرے ذرے پر ہماری نظر ہے ہم کسی کو بلوچستان کی زمین پر کسی کو اجازت نہیں دیں گے۔

جناب اسپیکر: Thank you۔ جی کھیر ان صاحب۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر! یہ ایک چھوٹا سا ایٹھو ہوتا ہے پتہ نہیں پورے بلوچستان کو۔۔۔

جناب اسپیکر: چھوٹا تو نہیں پورا بلوچستان وہاں پر بیٹھا ہوا ہے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: میں کہتا ہوں کہ چھوٹی سی آپ دیکھیں کہ ثناء صاحب نے کہ ایک ایک سیڈنٹ ہوا ہے۔ ایک سیڈنٹ ضرور ہوا ہے وہ بچے جو شہید ہوئے ہیں جتنا ان کا دل ان کے لئے روتا ہے شاید ہمارا دل ان سے زیادہ رورہا ہو۔

جناب اسپیکر: یہ تو ہر انسان اس طرح کی بات نہیں ہے انسان کی جان کے لئے کوئی وہ نہیں ہے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: جیسا آپ کے پاس ایک دھڑکنے والا دل ہے ہمارے پاس بھی ہم بھی بچوں سے پیار کرتے ہیں ہمیں بھی احساس ہے اب with due apologies اسی آپ کے جی پی او چوک پر سرعام پولیس والوں کو کچلا گیا، اس کا کیا ہوا، اب ہم ماضی میں نہیں جانا چاہتے۔

جناب اسپیکر: آپ یہ کریں نہ پرائم منسٹر سے ملیں بلوچستان میں آپ کو dual road نہیں ملتی ہے اس پر ایک کمیٹی بنا کر اسلام آباد جائیں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: صحیح ہے دیکھیں آپ متاثر ہیں سریاب سے لے کر آپ کے حب تک یہ جتنے بھی منتخب نمائندے ہیں یہ لوگ ہیں متاثر ہیں اسی طریقے سے ہمارا N-70 ہے جو چین سے شروع ہوتا ہے بوائے تک جاتا ہے اس کی بھی یہی حالت ہے عرض ہے کہ ہم آپ کو، میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ میں Floor of the House میں commitment دے رہا ہوں کہ ہم آپ کو دکھا سکتے ہیں کہ ہم نے مرکز سے کتنی بھیک مانگی ہے ہم چیخے ہیں چلائے ہیں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں ایک کمیٹی بنائیں اور چلیں وزیراعظم سے ملاقات کریں۔ اور میڈیا میں آجائے کہ وزیراعظم نہیں دے رہا ہے تو بات کا پتہ چلے گا۔ اب next بجٹ میں کوئی کم از کم یہ تو ہونی چاہیے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: You are the custodian of the House. ابھی بنائیں

آپ رونگ دیں میرا سی ایم ہم ٹریڈری پنچر والے۔۔ (مداخلت)

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: ثناء! بات کرنے دیں پلیز۔

جناب اسپیکر: نہیں گورنمنٹ ہے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: گورنمنٹ آپ کو commitment دے رہی ہے آپ کو اختیار ہے۔ آپ

ابھی کمیٹی بنائیں۔ اختر ایک منٹ میں عرض رہا ہوں آپ بنائیں کمیٹی ہم آپ کے ساتھ جس end تک جانا

ہے، میں C.M. صاحب کی طرف سے commitment دے رہا ہوں۔ یہ روڈوں کا سلسلہ، اب

کیسکو کا ہے۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری صاحب! اس کمیٹی کو form کریں اور وہاں ٹائم لے لیں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: کیسکو کی بات ہے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: اس کو کر دیا ہے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: نہیں sir نہیں بننا ہے، کیسے بننا ہے؟۔ آپ پچھلے پانچ سالوں میں چلے

جائیں۔ یہی کیسکو کی کمیٹی کسی کی تھی؟۔

جناب اسپیکر: یہاں تھی گورنمنٹ کی۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: جس گورنمنٹ کی تھی ان کی دو پارٹیاں تھیں۔

جناب اسپیکر: یہ تو لوکل بھی نہیں ہیں نان لوکل ہیں بولتا ہے۔ non-Local ہیں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: sir میری عرض تو سن لیں۔ sir میری بات تو complete ہونے دیں

میں اسی پر آ رہا ہوں۔ یہ انکی تھی جو یہاں تھے۔ ہم تو وہاں تھے جہاں پر ملک سکندر۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: complete کرنے دیں۔ ٹھیک ہے اصغر صاحب پلیز،۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: اچھا چیئر مین، یہاں ان کا، انکی پارٹی کا۔ دو پارٹیوں کے ممبر تھے سارے چیز

تھے۔ ہم نے جب یہ گورنمنٹ بنی یہ قصہ چلتا رہا وہ بدستور بیٹھے رہے۔ اب صوبائی حکومت نے اگر کسی کو

recommend کیا ہے، یہ ثبوت کریں۔ انہوں نے اپنی مرضی سے بنایا ہے اور بالکل غلط بنا ہے۔ ہم اس

کو condemn کرتے ہیں کسی کو اعتماد میں نہیں لیا ہے انہوں نے اپنی مرضی سے بنائی ہے۔ چاہے اس کا چیئرمین یا ٹیم ممبر ہے۔ سارے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں مبین صاحب نے بات کی میں کہتا ہوں باقی ساتھیوں سے پوچھیں ہماری گورنمنٹ سے نہیں پوچھا گیا۔ تھوپا گیا یہ غلط ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ کرو، بسم اللہ ہم ساتھ ہیں۔ ایک منٹ مجھے جواب دینے دیں۔ اب کمیٹی، عرض ہے، آپ کمیٹی بنائیں۔ روڈ تو نہیں ہے ناں۔ یہ ایک عزرائیل ہر روڈ پر کھڑا ہے۔ معصوم بچوں کی جانیں بھی جارہی ہیں عورتوں کی جانیں بھی جارہی ہیں بوڑھوں کی بھی جوانوں کی بھی کوئی بھی نہیں بچ رہا ہے۔

جناب اسپیکر: بالکل۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: اس پر ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ سب کچھ ہیں، آپ کمیٹی بنائیں۔ ایک کیسکو پر آپ۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں جس end پر یہ جانا چاہتے ہیں یہ ہم انکے ساتھ جانے کو تیار ہیں کہ غلط ہے۔ اگر ہم نے بنائی ہوتی جناب اسپیکر صاحب! اگر یہ کمیٹی ہماری سفارش پر ہوتی تو ہماری جو BAP پارٹی ہے یا پی ٹی آئی ہے یا دوسرے ہمارے ہیں، جو allies ہیں ان میں سے کوئی ممبر ہوتا جیسے ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ ہمیں بائی پاس کیا گیا۔ اب انہوں نے ایک پوائنٹ اور اٹھایا ہے لوکل گورنمنٹ کا۔ میرے فاضل دوست منسٹر فننس نے بتا دیا ہے۔ non salary جسے 22 تاریخ کے کیبنٹ نے منظور کر کے بھیج دیا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہو گیا۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: بی ڈی اے ہو گیا۔ اب رہ گئی گلوبل، کا یہ ہے۔ دیکھیں کہ ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ پرسوں رات کو بارہ بجے ایک خاتون مجھے فون کر رہی ہے کہ جی ہمیں کوئی اٹھانے نہیں آرہا ہے۔ میں نے کہا میں بارہ بجے آتا ہوں۔ ہمیں احساس ہے کہ آپ لوگ تکلیف میں ہیں میں آتا ہوں وہاں آپ لوگ کیا کرتے ہیں کہ ایسی باتیں کریں گے جو میں نہیں برداشت کر سکتا ہوں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں آپ custodian ہیں آپ گورنمنٹ ہیں آپ باپ ہیں آپ ماں ہیں بچوں کی باتوں کو سننا پڑے گا۔ اس طرح نہیں ہے تکلیف میں لوگ باتیں کرتے ہیں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: میں آپ کو عرض کرنے لگا ہوں بدتمیزی اس حد تک ہوتی ہے کہ پچھلے دنوں بولان کے ڈاکٹر بیٹھے ہوئے تھے میں اُدھر آ گیا میں اُتر گیا۔ میں نے کہا یا تم لوگوں کا جو مسئلہ ہے یہاں ہاکی چوک پر بیٹھے تھے ان میں خواتین بھی تھیں فیمیل۔ انہوں نے بدتمیزی کیا کی کہ پاکستان کا جھنڈا اٹھا کر میری گاڑی سے اتار کر لے گئے۔ یہ چیزیں میں جھنڈے کی بے عزتی تو نہیں برداشت کر سکتا۔

جناب اسپیکر: دیکھیں وہ بچے ہیں ناں جب وہ تکلیف میں ہوتے ہیں تو یہ چیزیں ہوتی رہتی ہیں آپ لوگوں کو دل بڑا کرنا چاہئے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: کوئی بچہ نہیں پھر اپنے ماں باپ کو گالی دیں گے۔

جناب اسپیکر: انہوں نے بے عزتی تو نہیں کی ہے جھنڈے کی۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: لے گئے انہوں نے پیٹ کر چھپا دیا۔

جناب اسپیکر: اُن کی محبت ہے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: پاکستان کا جھنڈا لہرا رہا ہے جو بھی اتارے گا۔

جناب اسپیکر: چلیں گورنمنٹ کو دل بڑا کرنا چاہئے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: اب انہوں نے گلوبل کے خواتین یہ میں Property of the

House بنا رہا ہوں۔ آپ کے کل کے لئے ہماری جو کیمینٹ کا ایجنڈا ہے اس میں 1493 جو بھی ٹیچرز ہیں

ان کا معاملہ آئے گا۔ میں نے ان کو commitment دی ہے اس دن زمرک خان گیا ہمارے دوست گئے

اچھا وہ ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ پشتو میں کہتے ہیں XXXX۔ وہ ایک زمانے میں نعرہ لگتا تھا۔ یہ نصر اللہ بیٹھے

ہیں۔ میپ والے جو جلوس نکالتے تھے۔ تو وہ کہتے تھے فلاں XX۔ فلاں XX۔ آخر میں جب انکے اپنے ساتھی

لگاتے تھے XXXXXXXXXXXXXXXX کہتے تھے XX۔ وہ والی آواز لگا دیتے تھے ناں

۔۔۔ (مداخلت)۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: نہیں نہیں ایماناً میں کہہ رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: XX نہیں کہتا۔ لیکن XXX والی کہانی ہے۔۔۔ (مداخلت)

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: بھائی آپ اپنے ساتھیوں سے پوچھ لیں ہم تو اُس وقت بچے تھے۔

جناب اسپیکر: یہ محمود خان صاحب والے الفاظ حذف کیئے جائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! محمود خان اچکزئی ایک اہم سیاستدان ہیں۔ محمود خان کی ایک

تاریخ رہی ہے۔ اُس کے خاندن کی، خان عبدالصمد خان اچکزئی کی۔ اُن کی پارٹی کا۔ وہ ایک قد آور شخصیت

ہیں۔ اُن کے بارے میں اس قسم کے الفاظ۔ میں مذمت کرتا ہوں۔ محمود خان اچکزئی اس صوبے کا، اس ملک کی

جمہوریت کا، اس کا بہت بڑا ایک توانا آواز ہے۔ تمام دنیا اُس پر فخر کرتی ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ تمام پارٹیوں کے جو لیڈرز ہیں اُن کا ہم احترام کرتے ہیں۔ اس طرح کوئی

نہیں ہے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: آپ کسی سے XXXXXX۔ ہم لوگ اُس وقت اسٹوڈنٹس تھے۔
جناب نصر اللہ خان زیرے: XXXX اس وقت میں ممبر ہوں صوبائی اسمبلی کا 2013ء میں میں منتخب ہوا
تھا۔ میری سیاست کا 1984ء سے لے کر آج تک میں نے سیاست کی ہے۔ 84ء میں میں نے سیاست شروع
کی 35 سال میری سیاست کے ہو گئے ہیں۔ میں جیل بھی گیا ہوں اس سیاست میں میں نے پولیس کے ڈنڈے
کھائے ہیں میں سیاسی کام کے لئے جیل گیا ہوں۔ کسی اور کام کے لئے نہیں گیا ہوں۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! آپ مین پوائنٹ پر آئیں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! یہ میرے پاس ایک لیٹر ہے Approval ہو گئی ہے
چمن سے لے کر جب تک یہ dual کا وفاقی حکومت نے approve کر دی ہے۔

جناب اسپیکر: تو پھر صحیح ہے تحریک کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: کاپیاں میں آپ کو دے دیتا ہوں تو جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: تو پھر کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے یہ already ہوا ہے۔ یا اگر اس کو speed کرنے
کے لئے۔۔۔ (مداخلت)

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: یہ cabinet کی decision ہے، دیکھیں کا بینہ جو بھی فیصلہ کرے
گی، میں اُس کے advance فیصلے announce نہیں کر سکتا۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ ہاؤس کو چھوڑ دیں،
گورنمنٹ کا کام گورنمنٹ کرے گی، ہاؤس کا کام ہاؤس کرے گی۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ ٹھیک ہے میری بات تو
آگے چلانے دیں۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! میں اس کی background بتاتا ہوں۔ یہ اس طرح ہے کہ یہ
global partnership کا ایک program تھا، جس میں انہوں نے کوئی ساڑھے سات ارب دیئے
تھے بلوچستان کو 2015ء میں، with the commitment، کہ یہ جو ٹیچرز بھرتی ہو گئے ہیں
1750 اسکولوں میں، اُن کو global partnership سے 18 million dollars
گورنمنٹ بلوچستان کو ملیں گے، یہ international commitment ہے، ویسے بھی ہم نے اُن کے
contract orders میں یہ لکھا ہوا تھا، اُس وقت گورنمنٹ نے یہ commitment کی ہوئی تھی کہ انکو

بحکم جناب اسپیکر XXXXXXXXXXXX غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

permanent کریں گے۔ اور انشاء اللہ یہ ہو جائیں گے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: انشاء اللہ ضرور ہوں گے ہم کریں گے انشاء اللہ۔ اچھا سر میں ایک point پر آتا ہوں، کل گورنر ہاؤس کی تقریب کے بعد ہم نکلے، CM صاحب بھی تھے شام تک یہ سریاب روڈ، اُس کے آگے مستونگ روڈ، even آپ کا سبب روڈ widening کر رہے ہیں کس چیز کے لیے؟ وہاں پر ہم نے airport تو نہیں بنانا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگوں کی تکلیف کم ہو۔ اب وہاں پر آٹھ لائن کی روڈ بن رہی ہے۔ پورا وہاں پر media talk بھی کی CM صاحب نے، ہم ساتھ تھے بہت سارے ساتھی ساتھ تھے، اتنا دکھ ان کو بلوچستان کا ہے ہم کو ان سے زیادہ ہے۔

جناب اسپیکر: بالکل ہونا چاہیے اُن کا کام ہے point out کرنا آپ کا کام ہے حل کرنا۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: ہم ان کے point out سے پہلے حل کر رہے ہیں، ہم ان کے آگے ہوتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی kindly serious ہو جائیں۔ مہربانی کریں ان کو complete کرنے دیں۔ منسٹر بول رہا ہے۔ پلیز۔ جی۔ complete کرنے دیں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: اسپیکر صاحب میں یہاں ان کو challenge کرنے لگا ہوں۔ اگر توکل ہم سب picnic کے لیے گئے تھے تو میں Floor of the House resign کروں گا، یہ record ہو رہا ہے۔ اگر یہ غلط بیانی سے کام کر رہے ہیں تو۔۔ ہم گئے ہم نے یہ widening road کا وہاں پر اس کا معائنہ کیا، وہاں پر media talk کی، لوگوں سے ہم ملے، اُس کے بعد ہم گئے جو مستونگ روڈ جا رہا ہے، CM صاحب نے باضابطہ order pass کیا ہے کہ یہ بھی single ہے کیوں نہ اس کو بھی دورویہ کر دیں۔ اور شائد اگلی PSDP میں انشاء اللہ۔۔ انہوں نے اپنا ذہن اتنا چھوٹا سا کر دیا ہے۔ میرے CM اگر یہ ذہن پڑھ سکتے وہ کیا کیا سوچتا ہے اور کیا کیا کر رہے ہیں عملی طور پر۔ اب سریاب روڈ جو بن رہا ہے۔۔ بات یہ ہے کہ آٹھ لائن یا چھ لائن جو بنے گی ان کے لوگوں کو، ان کے حلقے نصر اللہ سے لے کر، احمد نواز سے لے کر ملک نصیر یہ ان کا حلقہ ہے۔ ہزار گنجی گئے ہم نے وہاں development projects دیکھے، وہاں zoo کو بنانے کے لیے۔۔۔

جناب اسپیکر: جی بیٹھ کر باتیں نہیں کریں، ہاؤس کو serious لیں۔ آپ لوگوں کو بھی سنا گیا ہے آپ لوگ ابھی سُن لیں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: ہم چلتن پارک گئے وہاں پر نایاب نسل کے مارخور ہیں ان کی نسل کی حفاظت کی بات ہوئی۔ اور وہاں پر ہم نے کہا کہ ان لوگوں کے لیے چھوٹے چھوٹے hut بننے چاہئے تاکہ یہاں کوئٹہ کے لوگ وہاں تفریح کی غرض سے families کے ساتھ جائیں۔ ہماری security پر بات ہوئی وہاں پر۔ آپ اُس deputy Director کو call کر سکتے ہیں جو جنگلات کا تھا۔ اچھا یہ سارے projects دیکھ کر پھر ہم آئے ایوب اسٹیڈیم میں جو نواب اکبر گنٹی کے نام سے ہے۔ یہاں پر انہوں نے جو ہاکی کی نئی field بنائی ہے، international olympians آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ world level کا ہے۔ یہ credit میرے CM اور اس کے Secretary کو جاتا ہے۔ ہم تفریح کے مواقع فراہم کر رہے ہیں۔ ہم education میں کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک چیز رکھی ہے کہ جی گورنمنٹ استعفیٰ دے۔ کیوں دے ہم؟۔ ہاں اگر 2023ء میں عوام نے ہم کو reject کر دیا تو وہ automatic ہمارا استعفیٰ ہے۔ اگر عوام ہمیں بھرپور اکثریت سے لے آئی پھر تو ان کو معذرت کرنی چاہیے کہ جو بھی باتیں ہوئیں وہ غلط ہوئیں۔ جیسے انہوں نے کہا I swear -picnic کہ وہاں picnic کا لفظ بھی نہیں آیا۔ ہاں وہاں پر جب briefing ہوئی وہاں پر چائے بھی نہیں تھی، کچھ nuts پڑے ہوئے تھے۔ اب ہم حیران ہیں، حقیقت میں دیکھ لیں جناب اسپیکر، یہ جو باہر اسمبلی کے آکر بیٹھتے ہیں، یہ ثناء بلوچ کی مہربانی ہے، یہاں پر بھرپور، پُر جوش تقریریں کرتا ہے، حالانکہ نہ ان باتوں کا سر ہوتا ہے نہ پیر ہوتا ہے۔ تو عرض ہے کہ تھوڑی سی مہربانی کریں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں global کو ابھی کر رہے ہیں، اگر یہ دو مہینے پہلے ان سے بات کر لیتے ساری چیزیں، آج یہ مسئلے یہاں پر ایسے نہیں ہوتے۔ یہ ثناء بلوچ کی نہیں ہماری بھی کمزوریاں ہیں، کمزوریوں کو ختم کرنا چاہیے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: بالکل ہونی چاہیے، لیکن ایک طریقہ کار ہے، اس میں پیسہ involve ہے اس میں سارا بجٹ کا سلسلہ بنتا ہے۔۔

جناب اسپیکر: تو جو آپ دو مہینے پہلے کر رہے ہیں وہ دو ماہ پہلے کر دیتے تو ثناء بلوچ کو موقع نہیں ملتا۔ اپوزیشن کو بات کرنے کا موقع نہیں ملتا۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: بالکل ہمیں ان سے زیادہ اس کا احساس ہے۔

جناب اسپیکر: لوگوں کو مجبور کیا جا رہا ہے، لوگ یہاں پر آتے ہیں، یہ ہاؤس۔ دیکھیں سردار صاحب! بات یہ ہے کہ یہ جو گورنمنٹ ہے، یہ جو ہاؤس ہے یہ ماں باپ ہے۔ وہ بچے ہیں وہ یہاں نہیں روئیں گے تو کہاں

روئیں گے؟۔ اگر آج آپ نے اس cabinet میں رکھا ہوا ہے، اگر دو مہینے پہلے، تین ماہ پہلے یہ رکھتے تو ثناء بلوچ کو بھی موقع نہیں ملتا، اس ہاؤس میں اپوزیشن کو موقع نہیں ملتا، آپ کو credit جاتا۔ آپ خود credit اپوزیشن کو دینا چاہتے ہیں۔ کہ یہاں پر لوگ آئیں، یہاں پر لوگ روئیں اور اپوزیشن credit لے لے، آپ دو تین مہینے پہلے کام کر لیں۔ یہ جو ابھی global والوں کو آپ نے ابھی cabinet میں رکھا ہے کل کے ایجنڈے میں۔ یہ اگر دو مہینے پہلے کر لیتے۔ یہ پچھلے دو مہینے سے اسمبلی کے سامنے رو رہے ہیں۔

وزیر محکمہ پی ایچ ای و واسا: جی گلوبل کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر محکمہ پی ایچ ای و واسا: یہ global teachers کے حوالے سے جو اپوزیشن کو credit دے رہے ہیں جناب اسپیکر جن لوگوں نے بٹھائے تھے رات گئے تک یہ سارے لوگ چلے گئے گھروں کو 12 بجے میں آیا global teachers سے میں نے بات کی۔ ان کے جتنے لوگ arrest تھے میں نے انہیں رہا کروا دیا۔ اور ان کو وہاں دھرنے سے میں نے اٹھا دیا۔ تو یہ credit تو گورنمنٹ کو ہی جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ کو ہے لیکن گورنمنٹ timely چیزوں کو کرے۔ جی خلیل بھٹو صاحب۔

جناب خلیل جارج بھٹو: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔ یہ مقدس ایوان ہے، اس میں تمام معزز اراکین جو ہیں وہ اپنے حلقے کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اپوزیشن سے ہمیشہ یہی تاثر ملتا ہے کہ جیسے یہ 41 جو ہمارے treasury benches کے اراکین ہیں یہ بالکل خاموش ہیں انہیں اپنے حلقے کی کوئی فکر نہیں ہے، صرف یہ 24 لوگوں کو پورے بلوچستان کی فکر ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ ہم دن رات کام کر رہے ہیں CM دن رات کام کر رہا ہے۔ اور آپ دیکھیں کہ ایک project میں ٹائم لگتا ہے یہ جو روڈ کا جال بچھایا گیا ہے، ابھی سریاب روڈ کو نواب گٹی کے بعد ابھی بنایا جا رہا ہے۔ اس سے جو پہلے حکومتیں آئیں انہوں نے نہیں بنایا۔ تو میری گزارش یہ ہے اپوزیشن کے بھائیوں سے کہ آپ جو 24 ارکان اور یہ treasury benches 41 ان سب کو عوام کی فکر ہے اور ہم عوام کے ہماری باپ پارٹی عوام سے ہی آئی ہے ووٹ سے آئی ہے اور ہم ان ووٹوں کی تہہ دل سے عزت کرتے ہیں، اس مقدس ایوان میں یہ بتایا جائے کہ ہم سب عوامی نمائندے ہیں۔ یہ نہیں بتایا جائے کہ اپوزیشن عوامی نمائندے ہیں اور یہ 41 جو ہیں یہ بالکل بھی عوام کی فکر نہیں کر رہے ہیں۔ بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ دیکھیں ایک تو یہ ہے، بات یہ ہے، مجھے بولنے دیں پلیز۔ آپ بیٹھیں۔ جی

ایک تو یہ ہے کہ گورنمنٹ میں جو بھی یہاں پر بولتا ہے وہ اپنے concerned department سے

consult کریں اور یہاں پر جو بات کرتے ہیں floor پر اُس کو من و عن عمل بھی کرنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ آپ لوگ یہاں پر بات کریں، جس طرح پچھلے ہمارے معزز ممبر ابھی یہاں نہیں ہیں، اُنھوں نے کہا تھا کہ ہفتہ کے اندر، بھائی آپ نے کیسے کہا، فنانس منسٹر کہہ رہے ہیں کہ مجھے پتہ ہی نہیں ہے۔ اس طرح کے جیسے ہمارے مبین صاحب نے بات کی۔ جس طرح کہ آپ کے concerned department ہیں آپ اپنی ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے اس طرح کی باتیں نہ کریں کہ فلانے نے یہ اچھا کیا، یا بُرا کیا۔ اب آپ ماں باپ ہیں آپ نے لوگوں کے مسائل حل کرنے ہیں کیسے کرنے ہیں اُن کے ساتھ مذاکرات کریں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے کہ آئے دن۔ اتنی میں نے اپنے 20 سال کے سیاسی career کو ہو گئے ہیں 2002ء سے ہم لوگ آرہے ہیں، اتنا ہم نے احتجاج ہاؤس کے سامنے کبھی بھی نہیں دیکھا ہے۔ وہ لوگ آتے ہیں اور لوگ اپنے مسائل۔ اور مسلسل اس گورنمنٹ میں یہ ہو رہا ہے لوگوں کے ساتھ اُن کو مار کر اُن کو جیلوں میں ڈال کر تھانوں میں ڈال کر پھر مذاکراتی کمیٹی بنا دی جاتی ہے۔ اگر وہ آج پونے روپے پر آتے ہیں تو آپ لوگ اُن کو دو روپے بھی دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ پھر پہلے کیوں نہیں کرتے۔ ابھی جو global والوں کے ساتھ آپ لوگوں نے جو کیا، سیکرٹری صاحب! کیا، مجھے آپ نے information نہیں دی۔ جو ہوا ہے اور یہاں پر پولیس والوں نے کیا کیا؟۔ global والوں کا یا کس کا قصور تھا؟۔ آپ اُن سے رپورٹ منگوائیں۔ یہ مجھے information ملنی چاہئے کہ کیوں اُن لوگوں کو مارا گیا ہے؟۔ جی Home Minister صاحب! یہ جو global والوں کے ساتھ ہوا کیا اس میں پولیس والوں کا قصور ہے یا اُن کا قصور ہے۔ یہ رپورٹ ابھی تک نہیں آئی ہے ہاؤس میں؟۔

میر ضیاء اللہ لاگو (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے): اسپیکر صاحب! میں تھا، ظہور صاحب تھے اور زمر خان تھے ہم نے اُن سے وہیں بات کی کہ اگر آپ لوگوں کے ساتھ پولیس والوں نے زیادتی کی ہے۔ اُنہوں نے ایک تصویر دکھائی ایک مرد کی ”کہ اس کو ڈنڈا لگا ہے یہ زخمی ہوا ہے“ اور کسی عورت کو کچھ نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: تو ایک مرد کو کیوں لگا ہے؟۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: پھر وہاں پر ایک لیڈی کا نشیبل آگئی اُس کو بھی مارا گیا۔ اُس کا ہاتھ بھی زخمی تھا۔ مداخلت۔ جناب اسپیکر جب میں نے اُن سے وہاں تصویریں مانگیں تو اُنہوں نے کسی خاتون کی تصویر مجھے نہیں دی۔

جناب اسپیکر: تصویر تو آئے ہیں سوشل میڈیا میں آئے ہیں۔ میڈیا میں آئے ہیں۔ آپ ایسا کریں مجھے

complete report دیں جی پلیز آپ لوگ مجھے بولنے دیں، جب منسٹر بول رہا ہے۔۔۔ (مداخلت)۔
 جی مجھے پتہ ہے۔ آپ ایسا کریں کہ اسمبلی نے ایک رپورٹ مانگی ہے آپ وہ پلیز جلدی جمعہ تک دے دیں۔
 وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: جی جمعہ تک آپ کو رپورٹ دے دیں گے۔

جناب اسپیکر: بات یہ ہے کہ یہ چیز کرنے کے بعد اگر آپ اُن کو یہ دے بھی دیتے ہیں تو پھر کیا آپ کو credit ملنی چاہئے؟۔ آپ پوری گورنمنٹ ہیں، آپ سب کچھ ہیں، نہیں اس طرح نہیں ہوتا ہے۔ آپ ایک دفعہ بچوں کو مارتے ہیں اور پھر اُن کو۔ مسلسل اس طرح ہو رہا ہے، اس طرح ہاؤس میں جو seriousness ہے وہ مجھے نظر نہیں آرہی جس طرح آپ لوگ کر رہے ہیں۔ دیکھیں اسمبلی کے سامنے آنے سے روکیں، نہیں چھوڑیں، جب اسمبلی کے سامنے آتے ہیں تو وہاں پر آپ لوگ ڈنڈا ماری کیوں کر رہے ہیں؟ اس کا مطلب ہے کہ آپ اس ہاؤس کے وقار کو خود ہی damage کر رہے ہیں۔ کوئی اس کی عزت نہیں ہے لوگ کہاں جائیں؟ اگر آپ لوگ صحیح معنوں میں ان کے مسائل حل کرتے تو میرے خیال میں آج ہمیں یہ دن دیکھنا نہیں پڑتے۔ مجھے نہیں لگتا ہے سردار صاحب! آپ serious اُس میں آجائیں۔ آپ House کو اس طرح مذاق میں نہ لیں۔ دیکھیں! بات یہ ہے مسلسل یہ ہو رہا ہے، excercise یہ مسلسل آپ کر رہے ہیں۔ جی اذان ہو رہی ہے اذان کے بعد۔

(خاموشی۔ اذان مغرب)

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: Sir ہمیں آپ کا اس House کا ہر لحاظ سے احترام ہے۔ مسئلے دیکھیں حکومت کے آپ کو پتہ ہے کہ bureaucracy پھر آپ نے خود چیف منسٹری کی ہے جناب اسپیکر صاحب!
 جناب اسپیکر: ہم نے ایسے چیف منسٹری نہیں کی۔۔۔ (اپوزیشن کی طرف سے ڈیک بچائے گئے)۔۔۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: نہیں آپ نے تو اچھا کیا کہ جناح روڈ کے گاڑیوں کو ایسا کر دیا ہے۔ گاڑیوں کو سیدھا کر دیا ہے وہ ٹیڑھی کھڑی ہوتی تھیں۔

جناب اسپیکر: جہاں پر مسائل نظر آتے ہیں۔ وہ اپنی بات ہے serious ہو جائیں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: میں یہی کہہ رہا ہوں نہ کہ آپ نے بھی حکومت کی ہے حکومت کا بھی ایک طریقہ کار ہوتا ہے step by step ہم آتے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں حکومت میں یہ چیز ہوتی ہے کہ ہم نے کبھی دیکھا ہے آپ اپنی تاریخ میں اتنے کام کر لیتے ہو کہ انکو جیل تھانوں کا visit کرانے کے بعد double انکی مراعات بڑھادیتے ہوں اُسے پہلے ڈاکٹروں کے ساتھ یہی ہوا BMC والا کام ہو گیا لیکن انکو تھانے میں پہنچا دیا گیا اسی طرح ساری چیزیں یہاں پر جو آئیں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: بالکل ٹھیک ہے آپ بجا فرماتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ایک چیز یہ ہے کہ Home Minister صاحب ایک چیز ensure کرائیں کہ آئندہ کسی کو یہاں تک نہیں پہنچنے دیں اگر House کے سامنے آتے ہیں احتجاج کرتے ہیں پھر ان سے مذاکرات کریں جو چیزیں ہیں اس طرح یہ مسلسل یہ چیزیں۔۔۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: ٹھیک ہے آپ کی ruling کو ہم follow کریں گے۔ آپ ruling دے رہے ہیں کہ اس طرف کسی کو نہیں آنے دیں۔

جناب اسپیکر: House کے سامنے نہیں کہا باقی آپ کی Government ہے آپ جدھر چاہیں جو کرنا ہے کریں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: ok۔ ہم Note کر رہے ہیں کل cabinet ہے ہم اسکو take up کریں Home Minister صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ آئندہ۔۔۔

جناب اسپیکر: دیکھیں House میں لوگوں کو کسی کو آپ روک نہیں سکتے بات یہ ہے کہ یہ ماں باپ ہے۔ وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: نہیں ابھی آپ ruling دے رہے ہیں کہ اس کے سامنے آپ نہیں چھوڑیں۔

جناب اسپیکر: ruling یہ ہے کہ وہ مسائل حل کریں آپ روک سکتے ہیں؟ لوگوں کو باہر ماریں گے؟

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: ہم نہیں روکیں گے۔

جناب اسپیکر: کیسے روکیں گے؟ مسئلہ حل کریں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: دیکھیں اگر ایسا ہے، اگر اتنی لاقانونیت۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ ماما! بات تو کرنے دو۔ بالکل۔

جناب اسپیکر: ہم نے نہیں کہا کہ ماریں۔ یہ ہے کہ دیکھیں آپ گورنمنٹ ہیں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: آپ نے ابھی ruling دی ہے کہ اس House کے سامنے کسی کو آپ نے

نہیں چھوڑنا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں اس کے سامنے کسی کو مارنا نہیں ہے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: ماریں گے ہم نہیں آپ نے کہا نہ چھوڑیں۔

جناب اسپیکر: باقی آپ کی مرضی ہے وہ لوگ پہنچ جائیں گے انکی مرضی ہے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: ابھی آپ نے یہ بات کی ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے بلا لیں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: گزارش یہ ہے کہ کل یہ گیٹ تھوڑا کر پھر اندر آجائیں گے بھی ہم ان کو نہ ماریں

گے اور نہ ہی روکیں گے؟

جناب اسپیکر: کہاں روکیں گے؟

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: اچھا پھر کل اس House پر قبضہ ہو جائے گا بھی ہم نہیں ماریں گے نہیں

روکیں گے اس طریقے سے لاقانونیت ہم کبھی نہیں کرنے دیں گے غلط ہے۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں۔

جناب نور محمد ڈمز (وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا): ہمارے ایک Lady constable کو

انہوں نے مارا وہ بے ہوش ہو گئیں اُسکی video ہمارے ساتھ پڑی ہے کم از کم انہوں نے بھی

violation کی یہ video ہمارے ساتھ پڑی ہے lady constable کو مارا وہ روڈ پر پڑی تھی

۔۔۔ (مداخلت)

ملک نصیر احمد شاہوانی: نہیں نہیں جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جب آپ نے مارا ہے تو reaction ہوتا ہے ناں جب آپ ماریں گے تو آگے والے

پھر کیا کریں؟ اس کی report آجائیں گی نہ پھر پتہ چل جائیگا کہ پہلے آپ نے مارا ہے یا اُس نے مارا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! آپ ایک منٹ۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب۔ سردار صاحب بات یہ ہے کہ ٹھیک ہے آپ کے point آگئے ہیں نور

محمد ڈمز صاحب کا point آگیا ہے Finance Minister صاحب کا شکر یہ اُس نے جواب دیا ہے اور

Cabinet میں بھی چیزیں آپ لوگوں نے لائی ہیں لیکن بروقت کیا جائے تو میرے خیال میں یہ چیزیں آپ لوگوں کو دیکھنے نہیں پڑیں گی آپ کی اپنی نیک نامی ہے آپ کو ہی credit جانا چاہیے آپ لوگوں کے ہی گورنمنٹ میں مسئلے حل ہو رہے ہیں لیکن مسئلے delay tactics میں حل ہو رہے ہیں میرے خیال میں یہ چیزیں نہیں ہیں تو۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ نہیں نہیں complete تو کرنے دو مجھے، complete تو کرنے دو۔ جی بتائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! میرے کہنے کا مقصد ہے۔

جناب اسپیکر: آپ پانچ دفعہ اٹھے ہیں ایک ہی ابھی تک point of Order پر۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: تو آپ نے ایک دفعہ بولنے دیا ہے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی میں نے آپ کو complete بولنے دیا۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: مہربانی sir جناب اسپیکر صاحب!۔

جناب اسپیکر: ایک بندہ ایک time پر ایک دفعہ ایک ہی بولے گا آپ اُس time points لکھیں

اور بات کریں پھر ہر دو منٹ کے بعد آپ کھڑے ہو جاتے ہیں پھر میرے خیال میں چیزیں آگے بڑھ سکتی ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اُسی کی تسلسل میں اس لئے میں بول رہا ہوں جناب اسپیکر صاحب! کہ ثناء نے بھی

بہت طویل بات کی سب نے بات کی لیکن اُس مسئلے کا حل ابھی تک نہیں نکلا ہے، حکومت کا یہی ہے کہ۔۔۔

جناب اسپیکر: تو میں صبح سے کیا کر رہا ہوں ملک صاحب؟

ملک نصیر احمد شاہوانی: آپ نے اُن سے کہا کہ آپ اُن لوگوں سے بات کریں یہ نوبت نہ آجائے کہ وہ

اسمبلی کے سامنے آجائیں۔ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ اگر ہمیں کہیں گے ہم ڈنڈے کے زور سے روکیں گے، جس

طرح کل انہوں نے عورتوں کے ساتھ۔۔۔

جناب اسپیکر: تو میں بات کر رہا ہوں اس چیز کو میں complete کر رہا ہوں، آپ وہ بات کریں جو

میں نے نہیں سنی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ تو یہ چیز ہے کہ لوگوں کے جو مسائل آپ حل بھی کر رہے ہیں، BDA کا بھی

کچھ حد تک کیا ہے، لوکل گورنمنٹ کا کیا ہے اور انکا بھی کیا ہے۔ وہ report آجائیگی کہ پہلے پہل کس نے کیا

ہے پولیس والوں نے کیا ہے یا انہوں نے کیا۔ وہ report سامنے آجائے گی۔ تو باقی چیزیں ہیں جس کو میرے خیال میں serious لینا چاہیے اور جس طرح یہاں پر بات ہوتی ہے اور اُن پر آگے بھی عمل کرنا چاہیے۔ اور جن کا department نہیں ہے جس کی position نہیں ہے اگر اس میں یہاں پر انہوں نے Floor of the House یقین دہانی کرانے کے بعد بھی اُس پر عمل نہیں کیا پھر اُس کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے گی کیونکہ جس نے کرنا ہے اُسی نے جواب دینا ہے اگر نہیں دیتے ہو تو پھر ہاؤس کا فائدہ نہیں ہے۔ ہم لیتے ہیں پیسے بلوچستان کے خرچ کر کے یہاں پر بیٹھنے کا میرے خیال میں فائدہ نہیں ہے۔ جی شکر یہ سردار صاحب آپ point لائے۔ جناب نصر اللہ زیرے صاحب! آپ اپنی تحریک التوا نمبر -- (مداخلت)۔ وہ میرے خیال میں ہو گیا ہے ناں سردار صاحب -- (مداخلت)۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: انہوں نے آپ کو اختیار دے دیا کہ ایک کمیٹی بنائیں جو بلوچستان میں تمام شاہراہوں کے دورانیہ کرنے کے حوالے سے Federal PSDP ابھی بننے جا رہی ہے۔ جناب اسپیکر: approved کر دیا ہے نہ کوئی کراچی، چمن تک۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: کس نے کر دیا؟ اُس کو چھوڑو یا sir میں آپ کو بتاؤں جناب والا! جناب اسپیکر! -- (مداخلت)

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: یہ اپنے الفاظ واپس لیں خدا نخواستہ ہم بھاگ گئے ہیں؟ جناب اسپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ حذف کیئے جائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ دیکھیں یہ اسمبلی کی خواہش ہے اور آپ کو انہوں نے اختیار بھی دے دیا ایک کمیٹی بنائیں جو Federal PSDP بن رہی ہے اُس سے متعلق جائے اپوزیشن اور حکومت کی دونوں کی --

جناب اسپیکر: Federal PSDP کا نہیں ہے روڈوں کا ہے -- (مداخلت)۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: یہ شاہراہوں کا مسئلہ --

جناب اسپیکر: ایک شاہراہ ایک دفعہ ہو جائے پھر دیکھا جائے گا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: آپ کو اختیار دے دیا ہے کمیٹی بنادیں ہم اُس سے -- (مداخلت)۔ ایک دس

بحکم جناب اسپیکرXXXXXXXXXXXX غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

رکنی بنادیں جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جی کیا کرنا ہے؟۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: کمیٹی جائے اور Federal Ministers کے ساتھ سیکرٹری کے ساتھ سب کے ساتھ ملے اور کم از کم تفصیل کے ساتھ یہ تمام واقعات اُنکو بیان کریں۔ صوبائی حکومت نہیں کر سکی۔ اگر صوبائی حکومت کے بس میں ہوتا تو تین PSDPs گزر گئی ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ تحریک پیش کر دیں نہ۔ تحریک پیش کر دیں کمیٹی کی۔ آپ کو دیا ہے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: کس چیز کی؟

جناب اسپیکر: وہ کمیٹی جا کے وہاں پر مختلف شاہراہوں کے حوالے سے فیڈرل گورنمنٹ سے بات کرے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: اُس حوالے سے ہم نے آپ کو letter دکھا دیا، بات ختم۔

جناب اسپیکر: وہ ایک شاہراہ کا تھا۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: باقی ہم بات کریں گے ہم گورنمنٹ ہیں یہ تو گورنمنٹ نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ سریاب روڈ widening ہو رہی ہے۔

جناب اسپیکر: concerned روڈ تو ایک ہو گیا ہے اس گورنمنٹ میں اتنا۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ اب اس کو۔۔۔

جناب احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر! کونٹے میں پرسوں پرسوں accident ہوا ہے پورا قبیلہ اس میں فوت ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: ویسے کمیٹی بنادیں باقی روڈوں کے حوالے سے بھی کر دیں۔

جناب احمد نواز بلوچ: ابھی کردگا پ کا واقعہ جناب اسپیکر! آئے دن واقعات ہو رہے ہیں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: باقی CPEC آرہا ہے۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ dual roads آرہے ہیں ڈوب dual ہو رہا ہے سارے مسئلے حل ہو رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: تو وہاں جا کے مل کے کیا ہوتا ہے اگر مل لیں ہر پارٹی کا بندہ۔۔۔ (مداخلت)

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: اب یہ زور زور سے بولتے ہیں ہم نہیں بول سکتے۔

جناب احمد نواز بلوچ: چن to کراچی۔

جناب اسپیکر: وہ ہو گیا ہے۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: آپ اپنی کمیٹی بنالیں چلیں ہم اپنی کمیٹی بنا کے۔

جناب اسپیکر: تو اتنے ایک ساتھ سارے مسئلے ایک گورنمنٹ میں حل نہیں ہونگے۔۔۔ (مداخلت)

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: House میں ہم credit نہیں لیتے وہ کہتا ہے کہ House کی کمیٹی

بنائیں میں نے کہا کمیٹی، ہم گورنمنٹ ہیں گورنمنٹ to گورنمنٹ بات کریں گے۔

جناب اسپیکر: چلو آپ بات کر کے بتادیں کہ کمیٹی بنا کے ملیں۔۔۔ (مداخلت)

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: یہ ساری دنیا میں جہاز crash ہوتے ہیں پانچ، پانچ سو آدمی ایک جگہ فوت

ہو جاتے ہیں کسی کی موت ہم نہیں روک سکتے نہ ہمارے پاس اختیار ہے۔ بے فکر ہو جائیں ہم بلوچستان کیلئے وہ

کریں گے کہ 2023 میں آپ روتے رہو گے۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب کمیٹی بنائیں کیا ہوتا ہے گورنمنٹ کمیٹی بنائے دل بڑا کریں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: C.M صاحب سے پوچھیں۔ شاید آ رہا ہے C.M صاحب۔ اچھا یہ قانون

سازی کا کیا کریں میں نماز پڑھ کے آ جاؤں؟

جناب اسپیکر: ہاں نماز پڑھ کے آ سکتے ہو۔ ایک تحریک ہے۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: ہمارے دوست کہہ رہے ہیں کہ کچھلی Federal PSDP میں

ہمارے بلوچستان کی اسکیمات نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں، نہیں ہیں وہ اُس کا نہیں کہہ رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ dual

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: کم سے کم 83, 80 ارب روپوں کے اسکیمات میں اور ظہور ہم

سارے گئے تھے کمیٹی ہم نے ہی وہاں Planning Commission میں بیٹھ کے ہمارے موجودگی میں

یہ سب کچھ ہو گیا CDWP ہو گیا 83 ارب روپے کی اسکیمات۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔۔۔ اُس کی میں

واضح مثال میرے حلقے میں بار بار دیا ہے کہ 10 ارب روپے کا زیارت روڈ۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں آپ والا ہو گیا ہے وہ تو ہے۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: ساڑھے 8 ارب روپے کا ہرنائی روڈ کچھلی PSDP میں

reflect ہوا ہے یہ ہماری گورنمنٹ کی کامیابی ہے اور کیا چاہیے۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں، نہیں اس طرح نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: جی؟ اسرار ترین صاحب بھی ہماری پارٹی کے ہیں جیسے آپ کر رہے ہیں اس طرح نہیں ہوگا۔

جناب اسپیکر: جی ظہور بلیدی صاحب آپ please جب floor نہیں ہو آپ بولنا کریں۔ جی۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: کہنے کا مقصد کہ ہماری گورنمنٹ کی کوششوں سے بلوچستان عوامی پارٹی کی کوششوں سے ہماری Federal PSDP میں کافی پیسے جو کبھی بھی نہیں آئے ہیں اتنے پیسے اس دفعہ آگئے ہیں کہ میرے خیال میں ہم سے پہلے جتنی بھی حکومتیں گزری ہیں میں تو کہتا ہوں جہاں تک مجھے بلوچستان کی study ہے یا میں نے دیکھا ہے اتنے پیسے میں نے کبھی نہیں دیکھے، 20 ارب روپے صرف حلقہ میں جو خرچ ہو رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں اس گورنمنٹ میں no doubt۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: یہ کمال کی بات ہے یہ گورنمنٹ کی ایک کامیابی ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ نور محمد ڈمڑ صاحب۔ جی۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ خزانہ): جناب اسپیکر! جس طرح آپ نے ruling دی اور ہمارے معزز اراکین نے جو چین کوئٹہ اور کوئٹہ کراچی شاہراہ کے بارے میں اپنے خدشات اور تحفظات کا اظہار کیا تو واقعی آپ لوگوں کی پوری اسمبلی کی باتیں ٹھیک ہیں ہمارے ہزاروں لوگ جو ہیں اس شاہراہ کی وجہ سے لقمہ آجل بن گئے ہیں۔ جناب اسپیکر 2 دفعہ تو میں وفاق میں گیا ہوں planning commission میں وہاں پر ڈمڑ صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے اور مٹھا خان صاحب بھی تھے تو ان سے ہماری تفصیلی گفتگو ہوئی چیئر مین صاحب سے بھی تفصیلی گفتگو ہوئی ہے جہاں تک accidents کا تعلق ہے اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ dual carriage شاہراہ جو ہیں بلوچستان کے لئے انتہائی ضروری ہیں لیکن اُنکا کہنا یہ تھا کہ جو accidents ہو رہے ہیں ایک تو روڈ کی geometry کے حوالے سے وہ بتا رہے تھے چونکہ وہ technical لوگ تھے اس کے علاوہ جو traffic وہاں پر چل رہی ہے خصوصاً جو یہاں پر بسیں چلتی ہیں وہ انتہائی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو cabinet نے اور ہمارے جو Transport Minister صاحب ہیں وہ بہتر بتا سکتے ہیں

بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہاں پر وہ جو بسوں کو جو ہے وہ tracking system لگا رہے ہیں اس کے علاوہ جو ایک اور issue ہے وہ زائد المعیار دگاڑیوں کا ہے اُس کی وجہ سے بھی کافی accidents ہو رہے ہیں تو جناب اسپیکر! جس طرح کھیتراں صاحب نے کہا کہ اور آپ نے بھی اخباروں میں دیکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک اشتہار آیا ہوا تھا کہ اس سڑک کو جو ہے وہ PPP mode پر اشتہار دیا ہوا تھا کہ جو Volunteers وہ Bulif Operate Transport (BOT) Mode پر sorry اُس پر گورنمنٹ کرنا چاہ رہی تھی۔ لیکن بد قسمتی سے اُس کا کوئی encouraging کوئی response نہیں آیا اگر آپ چاہتے تھے۔ لیکن بد قسمتی سے اُس کا کوئی ایسا encouraging کوئی response نہیں آیا۔ تو اگر آپ چاہتے تھے کہ ہم تو اس کو take up کرتے رہیں گے۔ ہم نے پچھلے دو بجٹ میں کیا ہے یہ بننا ہے یہ لازمی ہے۔ ہمارے ہزاروں لوگ جو ہیں دہشت گردی سے کم اور اس روڈ کی وجہ سے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ ابھی منظور ہوا ہوا ہے پر۔ ایسا کوئی ہے چن ٹو جب۔

میر ظہور احمد بلیدی وزیر خزانہ: جی نہیں ایسی کوئی commitment کسی نے نہیں کی ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں تو وہ ابھی کیا کہہ رہا ہے یہ منسٹروں کو کیا ہو گیا ہے۔

وزیر خزانہ: لیکن کھیتراں صاحب ابھی فرما رہے تھے اور CM صاحب نے ایک letter بھی

Prime Minister صاحب کو شاید لکھا ہے۔ اور social media میں آپ لوگوں نے دیکھا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں لکھا ہے یا وہاں سے approve ہوا ہے۔

وزیر محکمہ خزانہ: CM صاحب نے ایک letter جو ہے وہ Prime Minister صاحب کو لکھا ہے۔

اور جو بھی اس سڑک کی background ہے۔ جو اس کی ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر: یہ بہتر نہیں ہے کہ ایک کمیٹی بنائیں اور وفاقی فنڈس منسٹر سے ملیں۔ میرا خیال ہے بہتر ہوگا۔

وزیر خزانہ: جی بنادیں اگر آپ بنانا چاہتے ہیں تو بنادیں۔ یہ کار خیر ہے اور کار خیر میں تو ہمیں گورنمنٹ

کو کوئی تکلیف نہیں ہے۔ لیکن گورنمنٹ اپنی طرف سے یہ کر رہی ہے۔

جناب اسپیکر: تو ثناء بلوچ کو دیں کہ وہ قرارداد پیش کریں۔ یا ظہور آپ پیش کریں گے۔ اپوزیشن پیش

کرے صحیح ہے۔

وزیر محکمہ خزانہ: اس کو House کی مشترکہ قرارداد کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر، میں قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قاعدہ

نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ قاعدہ نمبر 170 کے تحت ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی جائے جو وفاقی حکومت سے بلوچستان کی تمام اہم شاہراہیں جن میں کوئٹہ کراچی، کوئٹہ قفتان، کوئٹہ نصیر آباد، کوئٹہ چمن، کوئٹہ ژوب، کوئٹہ گوادر اور تمام اہم شاہراہوں کو دورویہ بنانے کے لیے آنے والی فیڈرل پی ایس ڈی پی میں فوری طور پر رقم مختص کرنے کو یقینی بنائیں تاکہ بلوچستان میں، (مدامحلت)

میر عمر خان جمالی (وزیر محکمہ ٹرانسپورٹ): سکھر سے کوئٹہ تک موٹر وے بنائی جائے تو میں چاہوں گا کہ اس تحریک کا حصہ اُس کو بنانا چاہیے۔

جناب اسپیکر: جی وزیر اعظم نے جو اعلان کیا ہے اُس کو بھی وہاں پر اُن کے سامنے دوبارہ لایا جائے۔ جی شکر یہ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: sir اس میں تمام شاہراہوں کے ساتھ سکھر سے کوئٹہ تک موٹر وے جو وزیر اعظم صاحب کے حسب وعدہ اس کو یقینی بنائیں نیز اراکان کمیٹی کے نام اور تعداد کا اختیار جناب اسپیکر بلوچستان کو دیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔ آیا تحریک منظور کی جائے۔ تحریک مشترکہ طور پر منظور ہوئی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: sir اس میں کچھ شاہراہوں کے نام رہ گئے ہیں کیوں کہ ہم نے دیگر کالفظ استعمال کیا ہے تو دیگر میں وہ بھی آتے ہیں اور مکران کی کافی اہم شاہراہیں، خاران احمد وال جس طرح ہے انشاء اللہ جب کمیٹی بنے گی تو ہم تمام شاہراہیں جو ہیں اس میں شامل کر دیں گے اور اُس میں سی پیک پر جو ہمارا روڈوں کے حوالے سے حصہ بھی نہیں ملا ہم وہ باقاعدہ تمام تفصیلات facts and figures کے ساتھ اسلام آباد میں جا کر سڑکوں اور شاہراہوں کے حوالے سے اپنا حصہ لینے کی کوشش کریں گے۔ شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شکر یہ۔ لہذا اسپیشل کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے کمیٹی کے اراکین کے ناموں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

جناب اسپیکر: جی جناب نصر اللہ زیرے صاحب کی جانب سے تحریک التواء نمبر 1 موصول ہوئی ہے۔ قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر A 75 کے تحت تحریک التواء نمبر 1 پڑھ کر سناتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ بردز منگل مورخہ 23 مارچ 2021 کو چمن بم دھماکے کے دہشتگردانہ واقعات میں تین افراد شہید اور درجنوں زخمی ہوئے ہیں۔ اخباری تراشہ منسلک ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں کی عوام میں خوف و حراس اور شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا

جائے۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک نمبر 1 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟۔ جو اراکین اسمبلی اس کے حق میں ہے وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ تحریک کو قاعدہ نمبر (2) 75 کے تحت مطلوبہ اراکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہوگئی ہے۔ لہذا جناب نصر اللہ زیرے صاحب! اپنی تحریک التواء نمبر 1 پیش کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Thank you جناب اسپیکر۔ میں اسمبلی قواعد و انضباط کا رمجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے بروز منگل 23 مارچ 2021 کو چمن میں بم دھماکے دہشتگردانہ واقعہ میں تین افراد شہید اور درجنوں زخمی ہوئے۔ اخباری تراشہ منسلک ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں کے عوام میں خوف و ہراس اور شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب اسپیکر: جی تحریک التواء نمبر 1 پیش ہوئی۔ لہذا تحریک التواء نمبر 1 کو مورخہ 26 مارچ 2021 کی نشست میں بحث کے لیے منظور کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

جناب اسپیکر: بلوچستان موٹر و ہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2021ء) کا پیش کیا جانا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ، بلوچستان موٹر و ہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کو ایوان میں پیش کریں۔

وزیر محکمہ ٹرانسپورٹ: جناب اسپیکر اجازت ہے۔ میں وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ، بلوچستان موٹر و ہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کو ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان موٹر و ہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش ہوا۔ لہذا اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: بلوچستان سروس ٹرانسپورٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2021ء) کا پیش اور منظور کیا جانا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق، بلوچستان سروس ٹرانسپورٹ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش کریں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: پیش کروں جناب۔

جناب اسپیکر: جی پیش کریں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: میں سردار عبدالرحمن کھیتزان وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق کی

جانب سے، بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون

نمبر 07 مصدرہ 2021) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون

نمبر 07 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش ہوا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق! بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ

قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2021) کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: میں سردار عبدالرحمن کھیتزان وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق کی

جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ

قانون نمبر 07 مصدرہ 2021ء) قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ

نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021

ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2021) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ

نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے؟۔

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021

ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2021ء) قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ

نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ

قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2021) بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: میں سردار عبدالرحمن کھیتزان وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق کی

جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ

قانون نمبر 07 مصدرہ 2021ء) کو فی الفور ریغور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: آیا بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2021) کو فی الفور زیر غور لایا جائے؟۔ ہاں یا ناں

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2021ء) کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے و عمومی نظم و نسق! بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2021) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: میں سردار عبدالرحمن کھیتراں وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے و عمومی نظم و نسق کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2021ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2021) کو منظور کیا جائے؟۔ ہاں یا ناں

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان سروس ٹریبونل کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2021ء) کو منظور کیا جاتا ہے۔

اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 26 مارچ 2021ء بوقت شام چار بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07 بجکر 25 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆